ملت اسلامیہ کا بیباک ترجمان

ماہنامہ

حیات نو

حسن سیرت

خدا کی راہ میں کام کرنے والے لوگوں کو عالی ظرف اور فراخ حوصلہ ہونا چاہیے، ہمدرد خلائق اور خیرخواہ انسانیت ہونا چاہئے، کریم النفس اور شریف الطبع ہونا چاہئے، خوددار و خوگر قناعت ہونا چاہئے، متواضع اور منکسر المزاج ہونا چاہئے، شیریں کلام اور نرم خو ہونا چاہئے، وہ ایسے لوگ ہونے چاہئیں جن سے کسی کو شر کا اندیشہ نہ ہو اور ہر ایک ان سے خیرخواہی کا متوقع ہو، جو اپنے حق سے کم پر راضی ہوں اور دوسروں کو ان کے حق سے زیادہ دینے پر تیار رہیں، جو برائی کا جواب بھلائی سے دیں، یا کم از کم برائی سے نہ دیں، جو اپنے عیوب کے معترف اور دوسروں کی بھلائیوں کے قدردان ہوں، جو اتنا بڑا دل رکھتے ہوں کہ لوگوں کی کمزوریوں سے چشم پوشی کر سکیں، قصوروں کو معاف کر سکیں، زیادتیوں سے درگذر کر سکیں۔ اور اپنی ذات کیلئے کسی سے انتقام نہ لیں، جو خدمت لے کر نہیں خدمت کر کے خوش ہوتے ہوں، اپنی غرض کیلئے نہیں بلکہ دوسروں کی بھلائی کے لئے کام کریں، ہر تعریف سے بے نیاز ہو کر اور ہر مذمت سے بے پروا ہو کر اپنا فرض انجام دیں، اور خدا کے سوا کسی کے اجر پر نگاہ نہ رکھیں۔ جو طاقت سے دبائے نہ جا سکیں، دولت سے خریدے نہ جا سکیں، مگر حق اور راستی کے آگے بے تامل سر جھکا دیں۔

مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی

JAMEATUL FALAH

Belaria Gunj Azamgarh 276121 (U.P.)

ایک خوبصورت تحفہ

پندرھویں صدی ہجری نمبر

فروری ۱۹۸۰ میں

آپ کا محبوب رسالہ پیش کر رہا ہے

- ہجرت، ہجرت کا پس منظر، اثرات، انقلابی پیغام۔
- مثالی شخصیتوں پر مضامین۔
- طلبہ تنظیموں کا تعارف۔
- افسانے، خاکے، کہانیاں۔
- اور ـــــ بزرگوں کے قیمتی پیغامات
- سیرت کے مختلف پہلوؤں پر مقالے۔
- تحریک اسلامی، اسلامی لٹریچر، طالب علم قیاد
- جذب و شوق اور ذوق عمل کی باتیں۔
- ماضی سے سبق، مستقبل کیلئے منصوبے۔
- نئی نسل، طلبہ اور طلبہ تنظیموں کے لئے۔

ایک دستاویزی اور انقلابی نمبر

خریدئیے پڑھئیے اور پڑھائیے

یہ آپ اور صرف آپ کیلئے ہے

ادارہ خبرنامہ

نقوشِ حیات

جلد ۴ شمارہ ۱ ربیع الاول ۱۴۰۶ھ مطابق جنوری ۱۹۸۶ء

مدیر مسئول: نور محمد فلاحی مدیر: عبید اللہ فہد فلاحی

ترسیل زر کا پتہ:- دفتر نقوشِ حیات جامعۃ الفلاح بلریا گنج ۲۷۶۱۲۱ اعظم گڑھ یوپی

مراسلت کا پتہ:- نقوشِ حیات مروت منزل بیدار شاہ علی گڑھ ۲۰۲۰۰۱

سالانہ زر تعاون -/۲۰ طلبہ اور نادار بیرونی ممالک سے (۵) شش ماہی -/۱۲ ہر شمارہ -/۲

صفحہ	مصنف	عنوان	باب
۳	ادارہ	جو دلوں کو زندہ رکھتا ہے	دعوتِ فکر
۷	عبید اللہ فہد فلاحی	انقلابی ایمان	
۱۳	فرمان زبیری فلاحی	محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہندو مذہبی کتابوں کی روشنی میں	
۲۳	ابن عبادت فلاحی	بھگوا جھنڈا	تحریک و تعمیر
۴۸	ع۔ ر۔ ح گیلانی	دو خاکے	آئینے
۴۴	غازی عزیر	عالم اسلام کو بہترین تحفہ	
۲۳	وحدت اللہ خان	ترکی میں فوجی انقلاب کیوں	داستانِ انقلاب
۳	محمود احمد فاروقی	ایران پر حملہ سامراجی طاقتوں نے کرایا ہے	
۱۳	طارق جمیل فاروقی	کمیونسٹ دنیا کا مرثیہ	آپ کی آواز
	خالد مجید، سید حسن صدیقی	تحفۂ یاراں	
۲۸	فرخ جیلانی، شفق طاہری	غزلیں	تعمیری ادب
۲۳	شفق طاہری		
۳۰	طارق سلیم فلاحی	میرے ویلے نے مجھ کو گود میں چھپا رکھا	جامعہ کے لیل و نہار

سرخ نشان کا مطلب ہے زرِ تعاون کی مدت ختم ہو گئی براہ کرم ہر روپیہ بھیج کر شکریہ کا موقع دیں۔

قیمت فی شمارہ ۲

مالک انجمن طلبۂ قدیم، پرنٹر پبلشر چیف ایڈیٹر نور محمد فلاحی، مقام اشاعت جامعۃ الفلاح بلریا گنج اعظم گڑھ، مروت منزل بیدار شاہ علی گڑھ

دعوتِ فکر :-

> میرے نزدیک معاش کے لئے ادب پیدا کرنے سے
> بہتر ہے کہ انسان [illegible] ۔ امام مودودیؒ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

[illegible] کے نام

[illegible]

جوانان! یہ بات غلط نہیں ہے کہ شخصیت پرستی اور پیر پرستی نے آج امتِ مسلمہ کو بالکل جمود، زندگی کی منزل گاہ سے دور اور تہذیب جدید کی [illegible] تو بالکل الگ تھلگ کر دیا ہے۔ اس مرض کے شکار چند لاکھوں کے اندر محصور ہو کر رہ گئے ہیں۔ معاشرے میں کیا ہو رہا ہے، اس کی انہیں خبر نہیں ہے۔ دنیا ہونا چاہئے اس سے بھی غافل ہیں کہ کوئی تحریک اسلامی کو نہ صرف یہ کہ اس سے [illegible] کرنا چاہئے بلکہ اس کے استحکام کے لئے سرگرم عمل ہونا چاہئے۔ وہیں اس حقیقت سے انکار بھی ناممکن ہے کہ اگر اسلامی فکر و نظر کے حامل امت کے نوجوانوں کے سامنے رکھے جائیں، انہیں اپنے معاشرے میں رہنے والے متحرک شخص اور متحرک انسانوں کی زندگیوں سے متعارف کرایا جائے اور بالکل قریب کے مرحوم انقلابی شخصیتوں کے کارنامے ان کے سامنے پیش کئے جائیں، جنہیں یا وہ پچھلے دور کی باتیں اور داستانیں سمجھ کر اپنی جدوجہد کے دائروں سے باہر سمجھتے ہیں اور اپنی محنت و کوشش سے بالاتر سمجھتے ہیں تو کوئی وجہ نہیں کہ ان کی زندگی غرض "شب و تاب" ملت عربی کا نمونہ بن جائیں، وہ بھی پلٹ کر پیچھے اور چھپے کو پھر سرگرم کرنے کا سبب بن جائیں۔ یہ شاہین بھی بال و پر سے آراستہ ہو کر ملت کی تاریخ پر انمٹ نقوش ثبت کر سکیں۔

یہی وہ احساس ہے جس نے ہمیں اگلے شماروں سے انقلابی شخصیات نمبر شائع کرنے پر مجبور کیا ہے۔ دیکھنا یہ ہے کہ ہمارے نوجوان دوست اور ساتھی اس اقدام پر ہماری کتنی حوصلہ افزائی کرتے ہیں اور ہمارے پڑھنے والے اس خاص نمبر کو کتنے ہاتھوں تک پہنچانے میں ہماری کوشش کو کامیاب بنا سکتے ہیں۔ اور مجھے توقع [illegible] نہیں ہے۔

ط

افسوس نہ ہو ان سے [illegible] زر ناب
شمشیر تو ہے لیکن ہے ذوق نہیں باقی

انٹرویو: محمود احمد فاروقی

بنگلہ دیش کے نائب امیر جماعت اسلامی
مولانا اے کے ایم یوسف سے ایک شام ملاقات

سامراجی طاقتوں نے ایمان پر حملہ کیا ہے

سوال :۔ بنگلہ دیش میں [illegible] کے حالات کیسے ہیں

جواب :۔ [illegible]

تازہ ترین واقعہ [illegible] جیل [illegible]

گزشتہ دنوں جیل [illegible]

منصوبے کے تحت جیل [illegible]

[illegible]

قیدیوں [illegible]

[illegible] کرنے کے لئے [illegible]

[illegible] گزشتہ ڈیڑھ سال سے [illegible]

[illegible] کر دیا جائے گا [illegible]

[illegible]

کر دیا [illegible]

[illegible] پولیس اور قیدیوں [illegible] فائرنگ

کا تبادلہ ہوا فائرنگ [illegible] اس

دوران حکام نے [illegible]

قریب جانے کی اجازت نہیں دی۔

فائرنگ کے بعد حکومت نے [illegible] پریس [illegible] جاری کیا جس میں

۲۵ افراد کی ہلاکت کو تسلیم کیا گیا [illegible]

۲۷ ہزار مسلمان [illegible] قیدی ہیں [illegible] حکومت [illegible]

[illegible]۔

سوال :۔ بنگلہ دیش [illegible] سیاست [illegible]

جواب :۔ [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] کے تمام [illegible]

[illegible] کے علاوہ [illegible]

[illegible] حکومت کے خلاف اتحاد قائم کرنے کی

کوشش [illegible]

[illegible]۔

سوال :۔ بنگلہ دیش [illegible] سیاست میں کتنے گروپ ہیں؟

جواب :۔ [illegible] جماعت اسلامی [illegible]

[illegible] عوامی [illegible]

پارٹی [illegible] اسلامی [illegible] بنگلہ دیش

[illegible] مسلم لیگ [illegible]

[illegible] بنگلہ دیش [illegible]

[illegible]

[illegible]

سوال:۔ مختلف گروہوں میں سیاسی قوت اصل میں کس گروہ کے پاس [illegible]
سمجھا جاتا ہے۔

جواب:۔ سیاسی پارٹی کی حیثیت سے اصل قوت عوامی لیگ کے ساتھ ہے
بنگلہ دیش [illegible] شیخ مجیب الرحمٰن کے ساتھ ہے۔ عوامی لیگ [illegible]
[illegible]
[illegible]
ہیں۔ ایک شیخ مجیب الرحمٰن کا اور دوسرا [illegible] گروپ
گروپ کے دو [illegible] ہیں۔ ایک بھارت نواز اور دوسرا [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

سوال:۔ لیکن عوام کس کے ساتھ ہیں؟

جواب:۔ عوام ..... [illegible] عوامی لیگ [illegible] کوشش
کر رہی ہے کہ [illegible] حکومت کی مخالفت [illegible] عوام
کو باہر نکالے۔ لیکن عوام اس کے ساتھ نہیں [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

سوال:۔ مختلف سیاسی گروہوں میں اتحاد کا کیا امکان ہے؟

جواب:۔ ان کا اتحاد کم ہے [illegible]

اور کمیونسٹ پارٹی نے مختلف گروپوں کی حمایت کی کوشش کی۔ خود بھی
[illegible] دو گروپ ہو گئے اس لئے اگر کل [illegible] تو بھی
[illegible] ہوگا اور [illegible] ثابت نہیں ہوگا۔

سوال:۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ مذہبی سیاسی جماعتوں کی
جانب سے مخالفت کے باوجود [illegible] سیاسی استحکام
ہو سکتا ہے۔

جواب:۔ بالکل ایسا ہی ہو سکتا ہے۔

سوال:۔ پھر آپ کی جماعت کا کیا حال ہے؟

جواب:۔ پہلے تو جماعت اسلامی کو اپنے نام سے کام
کرنے کی اجازت نہیں تھی لیکن اب [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

سوال:۔ ہندوؤں کے بارے میں بنگلہ دیش [illegible]
رویہ ہے؟

جواب:۔ بنگلہ دیش [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] مسلمانوں کے برابر شہری حقوق حاصل ہیں۔

سوال:۔ ۱۹۷۰ء سے پہلے سیاست میں ہندوؤں کا [illegible]
کردار ہوتا تھا۔ کیا اب بھی بنگلہ دیش میں ہندو سیاست پر اثر انداز ہوتے ہیں؟

جواب:۔ بالکل اسی طرح کا کردار ہے جس سے وہ [illegible]
رکھتے ہیں کیونکہ وہ اکثر عوامی لیگ اور بھارت کی حمایت کے سبب ہے
اور وہ چاہتے ہیں کہ یہ حمایت انہیں مل جائے۔ اس لئے وہ انتخابات
کے بعد بھارت گئے۔ اندرا گاندھی سے ملے۔ اور اب بھارت سے
تعلقات بڑھانے کے کام پر [illegible]
[illegible] ہیں۔

پچھلے دنوں گنگا کا معاہدہ ہوا تھا لیکن اس معاہدے کے [illegible]
کو اب تک سے بھارت کو بنگلہ دیش [illegible] کی خلاف ورزی کے بعد
اس معاہدے پر عمل درآمد [illegible]
پر عمل درآمد نہیں ہو سکے گا [illegible]
کو [illegible]۔ اور بعض ہندو لیڈروں کا خیال ہے کہ بھارت [illegible]
لاکھ کی حفاظت کے بہانے اپنی فوج بنگلہ دیش میں داخل کر دے گا۔

سوال:۔ تعلیمی اداروں پر ہندو [illegible]
کیا اثر ہے؟

جواب:۔ ان کا اثر اب بھی ہے لیکن [illegible] ہے۔ وہ اساتذہ میں بھی
ہیں لیکن اب طلباء میں اسلامی [illegible]
[illegible]
کی نسبت اب ان کا اثر کم ہو گیا ہے۔ [illegible]
[illegible]
[illegible]

سوال:۔ آج کل صحافت کا کیا حال ہے؟

جواب:۔ عوامی لیگ کے زمانے میں تمام اخبارات پر پابندی
تھی [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

سب سے بڑا اخبار "اتفاق" ہے۔ [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] "اتفاق" [illegible]
اہم اخبار ہے۔

سوال:۔ معاشی صورتحال کیا ہے؟

جواب:۔ [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] پاکستان سے [illegible]
[illegible]
[illegible]

سوال:۔ کمیونسٹوں کی سرگرمیاں کیسی ہیں؟

جواب:۔ [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

سوال:۔ اور گزشتہ دنوں بنگلہ دیش میں عیسائی مشنری
سرگرمیوں کا بھی شور اٹھا تھا؟

جواب:۔ عیسائی مشنری کام کر رہے ہیں۔ [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

ان میں امریکہ اور برطانیہ بھی شامل ہیں۔ یہ چاہتے ہیں کہ بنگلہ دیش کے اس خطے میں جہاں [illegible] زیادہ ہو رہے ہیں ایک عیسائی ریاست قائم ہو جائے جس کا [illegible] مغرب سے ہو۔ وہ اس ریاست کے ذریعہ اس علاقے کو کنٹرول بھی کر سکیں گے اور اس کے وسائل پر بھی قبضہ کر سکیں گے۔

سوال:- لیکن آسام میں بنگالیوں کے خلاف جو تحریک چل رہی ہے اس کا بنگلہ دیش میں کیا ردعمل ہے؟

جواب:- اصل میں یہ تحریک بنگالیوں کے خلاف نہیں بلکہ مسلمانوں کے خلاف ہے لیکن انڈیا والوں نے [illegible] بنگلہ دیش [illegible] جو لوگ آسام آئے ہیں ان کو اگر آسام سے نکالا جائے تو انہیں بنگلہ دیش قبول کر لینا چاہئے۔ اس طرح وہ یہ چاہتے ہیں کہ ان کو بھارت کے کچھ اور مشرقی [illegible] بنگلہ دیش میں دھکیل دیا جائے۔ حالانکہ پچھلے چالیس سال میں تمام مسلمان [illegible] اب وہ [illegible] کو [illegible] واپس نہیں لے سکتا۔

سوال:- بنگلہ دیش میں محصور پاکستانیوں کے کیمپوں کی حقیقی صورت حال کیا ہے؟

جواب:- [illegible] ان کے پاس [illegible] جوان لڑکیاں [illegible] بیٹھی ہوئی ہیں۔ اور پھر اب ان کا دل وہاں سے اچاٹ ہو گیا ہے [illegible] بھارت سے ہجرت کی [illegible] اب پاکستان آنا چاہتے ہیں، اور پاکستانی حکومت کو اب اس طرف توجہ دینی چاہئے۔

سوال:- ایران عراق جنگ کے بارے میں بنگلہ دیش کے عوام کا کیا ردعمل ہے؟

جواب:- بنگلہ دیش میں تمام اسلامی حلقے، دانشور اور عوام ایران کے حامی ہیں کیونکہ وہ سمجھتے ہیں کہ ایران اسلامی انقلاب کی ابتدا کر چکا ہے اور اگر یہ انقلاب کامیاب ہو گیا تو ساری دنیا میں اسلامی انقلاب پھیل جائے گا۔ اسی سبب سامراجی اور طاغوتی طاقتیں اس اسلامی انقلاب کو ناکام بنانے کے لئے عراق کے ذریعے ایران پر حملہ کرا رہی ہیں۔

ایران اپنے علاقے کا دفاع کر رہا ہے۔ ہم ایران کی حمایت کرتے ہیں۔

سوال:- جنرل ضیاء الحق کی مقبولیت کا کیا سبب ہے؟

جواب:- [illegible] ان کی شخصیت کا [illegible] ہونا سبب ہے۔

[illegible]

ہر طرف سے تیروں اور تلواروں کی بوچھاڑ ہو رہی تھی اس وقت حضور اکرم ﷺ نے [illegible] پر [illegible] کر پوری قوت سے صدا لگائی۔

أنا النبي لا كذب أنا ابن عبد المطلب

(میں نبی ہوں جھوٹا نہیں ہوں، میں ابن عبد المطلب ہوں)

آج [illegible] کے [illegible] والا تصور [illegible] بہادری کی ضرورت ہے [illegible] اسلام [illegible] اپنی [illegible] قتل اور [illegible] اسلام [illegible] کا [illegible] اور ظلم [illegible] صلاحیت پیدا کرتی ہے۔ نبی اکرم ﷺ کے ارشادات کے مطابق [illegible] اپنے ساتھ [illegible] برائی کو دیکھیں اور طاقت [illegible] بدلنے [illegible] اور اپنے [illegible] سے منع [illegible] ہو اور جو شخص اس طاقت [illegible] کی [illegible] اور اس کے خلاف آواز اٹھائے [illegible] اور جو شخص [illegible] اپنے دل میں اس برائی سے نفرت کرے [illegible] اور یہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے۔"

معلوم ہوا کہ باطل اور ظلم و ستم کے آگے ہتھیار ڈالنا کمزوری کی [illegible] اور [illegible] کی ساتھ [illegible] بے غیرتی کی نشانی اور حق سے [illegible] کی دلیل ہے۔ اس ملک میں [illegible] کرنے کے لئے [illegible] ہوتے [illegible] اسلام کی [illegible] دو [illegible] پیدا کرنے پڑیں گے [illegible]

موقع کی مناسبت سے حضور اکرم ﷺ کی ایک حدیث پیش خدمت ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جب تم لوگ عینہ کے ساتھ خرید و فروخت کرنے لگو گے، بیلوں کی دم پکڑ لو گے، کھیتی باڑی ہی میں مگن ہو جاؤ گے اور جہاد فی سبیل اللہ چھوڑ دو گے تو اللہ تم پر ایسی ذلت مسلط کر دے گا کہ وہ تم سے نہیں ہٹے گی جب تک تم اپنے دین کی طرف نہیں لوٹ آؤ گے۔"

(ابو داؤد)

ایمان

ڈاکٹر یوسف القرضاوی

عبید اللہ فہد فلاحی

ایمان اسلامی تربیت کا سب سے اہم عنصر ہے۔ اخوان المسلمون کے فہم کے مطابق یہ سب سے زیادہ لائق توجہ اور سب سے زیادہ موثر ہے اس لیے کہ اسلامی تربیت و تزکیہ کا اولین مقصد ایک مومن انسان کی تعمیر ہے۔

اسلام میں ایمان محض زبانی دعوے کا نام نہیں ہے۔ کسی شخص کا زبان سے اعلان کر دینا کہ وہ مومن ہے اسے مومن نہیں بنا دیتا بلکہ یہ ایک ایسی روحانی و اخلاقی حقیقت ہے جو انسان کے دل و دماغ کی گہرائیوں تک اپنا اثر و نفوذ رکھتی ہے اس کی شعاعیں جو بات تک پہنچتی ہیں تو ان میں روح و عمل پیدا کر دیتی ہیں اور جب عزم و ارادہ پر اس کی کرنیں پڑتی ہیں تو ان میں حرکت و عمل جاگ اٹھتا ہے جیسا کہ حضور نے فرمایا:

ما وقر فی القلب وصدقہ العمل (ایمان وہ چیز ہے جو دل میں سرایت کر جائے اور عمل اس کی تصدیق کرے)۔

اللہ نے فرمایا:

"انما المومنون الذین آمنوا باللہ ورسولہ ثم لم یرتابوا وجاھدوا باموالھم وانفسھم فی سبیل اللہ" مومن اصل میں وہ ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے پھر کسی شک میں مبتلا نہ ہوئے اور اللہ کی راہ میں اپنی جانوں اور مالوں سے جہاد کیا۔ (حجرات)

متکلمین اور فلاسفہ کی طرح محض ذہنی معرفت کو ایمان نہیں کہا جا سکتا۔ نہ محض [illegible] زبانی ایمان کا مظہر ہو سکتا ہے [illegible] اور سلوک و عبادت کو ایمان کا درجہ دیا جا سکتا ہے جیسا کہ عابدوں کا شیوہ ہے۔ ایمان ان تمام کا مجموعہ ہے جو افراط و تفریط سے محفوظ ہے [illegible] حق و انصاف کی [illegible] خیر و صلاح کی اور رشد و ہدایت کی طرف انسان کو رہنمائی کرے۔

اسی طرح حضور کے اعمال سے [illegible] اعمال اختیار کر لینے کو بھی ایمان سے تعبیر نہیں کیا جا سکتا جیسا کہ بہت سے لوگ دھوکہ و فریب کے طور پر نیک اعمال کو شعار بنا کر [illegible] کی آڑ میں شکار کھیلتے ہیں ایسے لوگوں کا ان صلاۃ وغیرہ سے کچھ تعلق نہیں ہے۔

اخوان المسلمون نے اپنے طریقۂ تربیت میں اس بات کی کوشش کی ہے کہ [illegible] بنیاد اور تقاضے ایمان کے [illegible] ثابت قدم [illegible] جن چیزوں سے [illegible] جن چیزوں کو [illegible] انھیں اپنایا جائے۔ اس کے لیے اخوان نے ایمان کے تقاضوں و شعبوں کی طرف رجوع کیا ہے [illegible] ایمان کے شعبے [illegible] جن کی طرف حضور پاک نے اپنی مشہور حدیث میں اشارہ فرمایا ہے۔

عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الایمان بضع وسبعون شعبۃ فافضلھا قول لا الہ الا اللہ وادناھا اماطۃ الاذی عن الطریق والحیاء شعبۃ من الایمان (متفق علیہ)

حضرت ابوہریرہ نے روایت کرتے ہوئے کہا کہ رسول اللہ نے فرمایا ایمان کی ستر سے کچھ اوپر شاخیں ہیں ان میں سب سے افضل لا الہ الا اللہ کا اقرار ہے اور سب سے ادنیٰ راستہ سے اذیت دینے والی چیز کو ہٹانا ہے۔ نیز فرمایا کہ حیا بھی ایمان کی شاخ ہے۔

اس حدیث پاک کی تشریح کرتے ہوئے امام ابو عبداللہ الحلیمی نے اپنی مشہور تالیف شعب الایمان میں ان شعبوں کی تفصیل کچھ اس طرح بیان کی ہے:

ایمان سے متعلق شعبے: ۱۔ اللہ کا اقرار ۲۔ انبیاء و رسل کی تصدیق ۳۔ ملائکہ کو ماننا ۴۔ قرآن اور دیگر

کتب الٰہی کو ماننا۔ ۵ تقدیر کے خیر و شر کو جانب اللہ سمجھنا ۶ یوم آخرت کا یقین ۷ بعث بعد الموت کا اقرار ۸ قبروں سے اٹھائے جانے کے بعد بنی نوع انسان کا حشر ۹ جنت کا دارالثواب ہونا اور جہنم کا دارالعقاب ہونا ۱۰ وجوب محبت الٰہی ۱۱ وجوب خشیت الٰہی ۱۲ رحمت الٰہی کی امید رکھنا ۱۳ توکل علی اللہ ۱۴ وجوب محبت نبی ﷺ ۱۵ وجوب توقیر و تعظیم نبی ﷺ ۱۶ دین کو ہر چیز سے زیادہ عزیز رکھنا ۱۷ تحصیل علم دین ۱۸ تبلیغ و نشر علم دین ۱۹ تعظیم قرآن مجید ۲۰ وجوب طہارت و پاکیزگی ۲۱ پانچ نمازوں کی فرضیت ۲۲ وجوب ادائے زکوٰۃ ۲۳ وجوب صوم رمضان ۲۴ اعتکاف ۲۵ فرضیت حج ۲۶ جہاد فی سبیل اللہ ۲۷ مملکت اسلامیہ کی سرحدوں کی حفاظت و پاسبانی ۲۸ لشکر اعداء کے سامنے ثابت قدمی ۲۹ مال غنیمت میں سے خمس حاکم وقت کو ادا کر دینا ۳۰ غلام آزاد کرنا ۳۱ کفارات کی ادائیگی ۳۲ عہد و پیمان کو پورا کرنا ۳۳ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا ۳۴ غیر ضروری اور بیہودہ قیل و قال سے زبان کی حفاظت کرنا ۳۵ امانت ادا کرنا ۳۶ تحریم قتل النفس ۳۷ شرمگاہوں کی عزت و حفاظت ۳۸ ناجائز طور پر لوگوں کے اموال حاصل کرنے سے باز رہنا ۳۹ [illegible] ۴۰ [illegible] کھیل کود [illegible] ظروف کی تحریم ۴۱ خلاف شریعت [illegible] کی تحریم ۴۲ [illegible] نان و نفقہ میں میانہ روی ۴۳ [illegible] ۴۴ عزت و آبرو کی [illegible] ۴۵ [illegible] اللہ کے لئے اخلاص عمل اور ترک ریا ۴۶ نیکی کر کے خوش ہونا اور برائی سے غمگین ہونا ۴۷ گناہوں سے توبہ کرنا ۴۸ [illegible] صدقہ [illegible] ۴۹ [illegible] اولی الامر کی اطاعت کرنا ۵۰ جماعت [illegible] ۵۱ لوگوں کے درمیان عدل و انصاف سے فیصلہ کرنا ۵۲ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ۵۳ [illegible] ۵۴ [illegible] ۵۵ نیکی اور تقویٰ کے کاموں میں تعاون ۵۶ شرم و حیا ۵۷ والدین کے ساتھ حسن سلوک ۵۸ [illegible] غلام سے حسن سلوک ۵۹ [illegible] آقا سے حسن سلوک ۶۰ [illegible] کے حقوق ادا کرنا ۶۱ اپنے دینی بھائیوں سے محبت رکھنا ۶۲ سلام کا جواب دینا ۶۳ مریض کی عیادت کرنا ۶۴ مسلمان کی نماز جنازہ پڑھنا ۶۵ چھینک کا جواب دینا ۶۶ کفار و مفسدین سے دور رہنا ۶۷ ہمسایہ کی عزت و توقیر کرنا ۶۸ مہمان کا اکرام ۶۹ گنہگاروں کے گناہوں کی پردہ پوشی ۷۰ مصائب و آلام پر صبر ۷۱ [illegible] ۷۲ [illegible] ۷۳ [illegible] ۷۴ چھوٹوں پر رحم اور بڑوں کی عزت ۷۵ [illegible] اصلاح ذات البین ۷۶ اپنے مسلمان بھائی کے لئے بھی وہی چیز پسند کرنا جو اپنے لئے پسند کی جائے۔

چنانچہ صحابہ کرام، تابعین عظام اور اسلاف کے حالات پڑھ کر معلوم ہوتا ہے کہ ان کا ایمان دلوں میں جاگزیں ہو گیا تھا جس کی بنا پر ان کے اعمال و افعال شب و روز کے معمولات میں رچ بس گئے تھے۔ ان کی پوری زندگی اللہ کے رنگ میں رنگی ہوئی تھی [illegible] خلوت و جلوت میں، شب و روز کی مصروفیات میں خلوص [illegible] ہر جگہ ان کے ایمان کی جھلک [illegible] تھی۔

اخلاق کی تربیت میں ایمان نے اپنی گہرائی اور اثرات کے ساتھ کام کیا [illegible] جس کی وجہ سے ان کی زندگی منفرد ہو گئی۔ ان میں حرکت و عمل کی طاقت ابھر آئی۔ اس لئے کہ ایمان ایک [illegible] ہے [illegible] ایک نور ہے [illegible] ایک آگ ہے [illegible] باطل کو بھسم کر دینے والی آگ۔

[illegible] ایمانی تربیت کا دار و مدار دل [illegible] تعلق رکھتا ہے [illegible] اس کی [illegible] حقیقت [illegible] مادی وجود [illegible] انسان [illegible] جسم [illegible] گوشت کا ایک ٹکڑا ہے، اگر وہ درست رہے تو پورا جسم درست رہتا ہے اور اگر اس میں خرابی آ جائے تو پورا جسم فساد کا شکار ہو جاتا ہے اور وہ دل ہے [illegible] جسم کا اہم حصہ ہے جو انسان کو زندگی کے [illegible] عالم روحانیت سے جا ملاتا ہے جو اس کے [illegible] کی طرف لے جاتا [illegible]

[illegible] تجلیات ربانی کا مشاہدہ کرتا ہے [illegible] اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں قابل اعتماد اور بہترین [illegible]

بے شک اللہ تمہاری صورتوں اور مالوں کو نہیں دیکھتا بلکہ تمہارے دلوں کو دیکھتا ہے
(مسلم شریف) ۔ سورہ شعراء میں فرمایا:

یَوْمَ لَا یَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ اِلَّا مَنْ اَتَی اللّٰہَ بِقَلْبٍ سَلِیْمٍ (الشعراء ۸۸-۸۹) اس دن نہ مال کام آئے گا نہ بیٹے، ہاں جو اللہ کے پاس قلب سلیم لے کر آئے وہ نجات پا جائے گا۔

اگر کسی دل میں ایمان کی انگیٹھی نہ دہک رہی ہو، یقین و محبت کے شعلے نہ اٹھ رہے ہوں تو وہ مردہ ہے جس میں کوئی زندگی نہیں۔ سورۃ الانعام میں فرمایا:

اَوَمَنْ کَانَ مَیْتًا فَاَحْیَیْنٰہُ وَجَعَلْنَا لَہٗ نُوْرًا یَّمْشِیْ بِہٖ فِی النَّاسِ کَمَنْ مَّثَلُہٗ فِی الظُّلُمٰتِ لَیْسَ بِخَارِجٍ مِّنْہَا (الانعام ۱۲۲)

(بھلا جو مردہ تھا پھر ہم نے اسے زندگی بخشی اور اسے روشنی عطا کی جسے لے کر وہ لوگوں میں چلتا پھرتا ہے کیا اس شخص کی طرح ہو سکتا ہے جو تاریکیوں میں بھٹک رہا ہے اس سے نکلنے کا نہیں؟)

یہی وجہ ہے کہ علامہ اقبال دل زندہ کی دعا کرتے ہیں کہ

دل مردہ دل نہیں ہے اسے زندہ کر دوبارہ
کہ یہی ہے امتوں کے مرض کہن کا چارہ

اخوان المسلمون نے تربیت و اصلاح کا سارا زور دلوں کے زندہ کرنے پر لگا دیا تھا [illegible] تاکہ ان پر سے موت و ضلالت کی چادر اتر جائے۔ دلوں کی آبادکاری کا کام کیا تاکہ وہ خانۂ خالی را دیو می گیرد کے مصداق غیر اللہ کی یادیں آشیانہ نہ بنا سکیں۔ ان میں سوز و گداز پیدا کیا تاکہ قساوت و سنگدلی کا خاتمہ ہو جائے کیونکہ دلوں کی سختی سے اللہ کے رسول نے پناہ مانگی ہے یہی چیز ہدایت کی راہ میں رکاوٹ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کی بداعمالیوں پر ان کے دل سخت کر دیے، فرمایا:

فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيْثَاقَهُمْ لَعَنّٰهُمْ وَجَعَلْنَا قُلُوْبَهُمْ قٰسِيَةً (المائدہ ۱۳) (پھر ان کی عہد شکنی کی وجہ سے ہم نے انہیں ملعون قرار دیا اور ان کے دل سخت کر دیے)

ایک دوسری جگہ انہیں ان الفاظ میں دھتکارا:

ثُمَّ قَسَتْ قُلُوْبُكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ فَهِيَ كَالْحِجَارَةِ اَوْ اَشَدُّ قَسْوَةً (البقرہ ۷۴) (پھر اس کے بعد تمہارے دل سخت ہو گئے پتھر کی طرح بلکہ اس سے بھی سخت)

سورہ حدید میں اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو ان الفاظ میں ملامت کی:

اَلَمْ يَاْنِ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ وَمَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ وَلَا يَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلُ فَطَالَ عَلَيْهِمُ الْاَمَدُ فَقَسَتْ قُلُوْبُهُمْ (۱۶)

(کیا اہل ایمان کے لیے وقت نہیں آیا کہ ان کے دل اللہ کی یاد اور اس کے نازل کردہ حق سے پگھل جائیں اور وہ ان لوگوں کی طرح نہ ہو جائیں جنہیں ان سے پہلے کتاب دی گئی تھی ان پر ایک لمبی مدت گزر گئی پھر ان کے دل سخت ہو گئے)

حضور اکرم ﷺ اپنی دعاؤں میں غیر نافع علم اور نہ جھکنے والے دل سے پناہ مانگا کرتے تھے۔

حسن البناء شہیدؒ کے رسائل، مقالات، گفتگو میں، خاص و عام میں ان کی باتیں، تقاریر اور گفتگوؤں میں ان کی تقریریں سب کا مرکز و محور انسانی دل ہوتے تھے۔ وہ اپنی پوری توجہ اس بات پر لگاتے تھے کہ دلوں میں اللہ کی معرفت جاگزیں ہو جس سے وہ اپنے رب کی رحمتوں سے متوقع اس کے انعامات کا امیدوار اور اس کے غضب اور اس کی سزاؤں سے خائف رہے۔ اسی کا وحدت سوال [illegible] اس کی طرف اٹھے، پھر وہ اس کی پکڑ سے [illegible] ہو تو اس سے خوشنودی کی طلب ہو تو صرف اس کی رضا کے قرب سے سکون و طمانیت حاصل کرے۔ اس کی یاد میں اسے لذت و فرحت کا احساس ہو۔

اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ (رعد ۲۸)
(اللہ کی یاد ہی سے دلوں کو چین ملتا ہے)

درحقیقت اللہ کی یاد ہی وہ چیز ہے جو سنگدلی کو رقت و نرم دلی سے زندگی کو تمام تر [illegible] مشکلات [illegible] دیتی ہے۔ جس دل میں اللہ کی یاد نہ ہو وہ ویران ہو جاتا ہے

اے دل تمام نفع ہے سودائے عشق میں
اک جان کا زیاں ہے سو ایسا زیاں نہیں

اور جان کی قربانی پیش کر دینے کے باوجود اس کے احساسات ع

حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا۔

کے مکمل ترجمان ہوتے ہیں۔

انسانی جسم کی طرح صالح دل کو بھی تین چیزوں کی ضرورت پڑتی ہے۔

الف۔ مکمل حفاظت

(ب) زندہ رہنے کے لئے مناسب غذا

(ج) تمام بیماریوں سے شفایابی کے لئے مسلسل علاج

مادہ پرستی۔

سب سے پہلی چیز جس سے قلبِ سلیم کو بچانا ضروری ہے وہ دنیا کی بے جا محبت ہے۔ یہی تمام برائیوں کی جڑ اور فتنہ و فساد کا اصل سرچشمہ ہے۔ دولت کی بے جا ہوس، اقتدار کی ناجائز بھوک اور کرسی کی زبردستی ہوس کی طلب نے ہی ساری دنیا کو جہنم کا نمونہ بنا کر رکھ دیا ہے اور اس کا توڑ صرف آخرت پر یقین پیدا کرنے اور اخروی انعامات کو ذہنوں میں بٹھانے سے ہی ہو سکتا ہے ضرورت ہے کہ دنیوی وسائل کی ناپائیداری اور اخروی نعمتوں کی ابدیت و ہمیشگی ذہنوں میں بٹھائی جائے سورہ نحل میں فرمایا:

ما عِندَكُم يَنفَدُ وَمَا عِندَ اللَّهِ بَاقٍ (۹۶)

(جو تمہارے پاس ہے ختم ہو جائے گا اور جو کچھ اللہ کے پاس ہے ہمیشہ رہنے والا ہے)

ایک مومن کی ترغیب کے لئے وہ قرآنی آیات کافی ہیں جن میں دنیوی و اخروی نعمتوں کا تقابل پیش کیا گیا ہے۔ سورہ آل عمران میں دیکھئے:

"زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوَاتِ مِنَ النِّسَاءِ وَالْبَنِينَ وَالْقَنَاطِيرِ الْمُقَنطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْأَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ۗ ذَٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۖ وَاللَّهُ عِندَهُ حُسْنُ الْمَآبِ ۝ قُلْ أَؤُنَبِّئُكُم بِخَيْرٍ مِّن ذَٰلِكُمْ ۚ لِلَّذِينَ اتَّقَوْا عِندَ رَبِّهِمْ جَنَّاتٌ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا وَأَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللَّهِ ۗ وَاللَّهُ بَصِيرٌ بِالْعِبَادِ" (۱۴-۱۵)

وہ لوگوں کے لئے مرغوباتِ نفس — عورتیں، اولاد، سونے چاندی کے ڈھیر، چیدہ گھوڑے، مویشی اور زرعی زمینیں بڑی خوش آئند بنا دی گئی ہیں، مگر یہ سب دنیا کی چند روزہ زندگی کے سامان ہیں حقیقت میں جو بہتر ٹھکانا ہے وہ تو اللہ کے پاس ہے۔ کہو: میں تمہیں بتاؤں کہ ان سے زیادہ اچھی چیز کیا ہے؟ جو لوگ تقویٰ کی روش اختیار کریں ان کے لئے ان کے رب کے پاس باغ ہیں، جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی، وہاں انہیں ہمیشگی کی زندگی حاصل ہو گی، پاکیزہ بیویاں ان کی رفیق ہوں گی اور اللہ کی رضا سے وہ سرفراز ہوں گے۔ اللہ اپنے بندوں کے رویے پر گہری نظر رکھتا ہے۔"

جاہ و اقتدار کی ہوس، بندگانِ خدا پر اپنی خدائی جتانے کی حرص، نام و نمود اور شوکت و دبدبہ کے لئے دوڑ دھوپ، کروفر کو دیا نے اور چند دھڑیوں کی خوشامد کے لئے جنت پھرت اور اس نوعیت کی دیگر کوششیں دل کو اندھا بہرہ اور گونگا کر دیتی ہیں اسے زندگی سے محروم کر دیتی اور تباہ و برباد کر دیتی ہیں۔ انہیں چیزوں کو امام غزالیؒ نے "احیاء العلوم" میں "مہلکات" (ہلاک کرنے والی) سے تعبیر کیا ہے حضور کریمؐ کا ارشاد ہے:

ثَلَاثٌ مُهْلِكَاتٌ: شُحٌّ مُطَاعٌ، وَهَوًى مُتَّبَعٌ وَإِعْجَابُ الْمَرْءِ بِنَفْسِهِ" (تین چیزیں آدمی کو تباہ کر دیتی ہیں، وہ بخل جو قابلِ اطاعت بن جائے، وہ خواہش جس کی اندھی تقلید کی جائے اور آدمی کا کبر و غرور۔)

بڑے افسوس کی بات ہے کہ انسانوں کی ایک کثیر تعداد "مہلکات" سے بے خبر ہے۔ وہ ظاہری طور سے تباہ کرنے والی چیزوں — چوری، زنا، شراب — کو تو مٹانے کی کوشش کرتے ہیں لیکن ان معنوی لیکن نسبتاً زیادہ خطرناک چیزوں کو نظر انداز کر دیتے ہیں ٭٭٭

خصوصی اعلان
"حیات نو" کا
اگلا شمارہ
فروری اور مارچ کے مہینوں پر مشتمل خاص نمبر ہوگا

غزل

شفق ظاہری
میراں پور کٹرہ، شاہجہاں پور، یوپی

خاک زادوں سے نکل اور آسماں تک پھیل جا
اے غبارِ آرزو حدِ گماں تک پھیل جا

تو اگر سیلاب ہے تو آ بہا لے چل مجھے
اور خوشبو ہے تو جا ہر اک مکاں تک پھیل جا

حرف چمکیں جگمگانا کچھ نہیں اے رشکِ غم
روشنی بن کر سوادِ بیکراں تک پھیل جا

کچھ جوازِ مصرفِ خونِ جگر درکار ہے
میرے پائے شوق سعیٔ رائگاں تک پھیل جا

اس طرح روشن نہیں ہوں گے یہ سینوں کے الاؤ
شعلۂ احساس دشتِ جسم و جاں تک پھیل جا

وسعتیں درکار ہوں تو لب پہ آ اے سوزِ جاں
حرف میں تحلیل ہو کر داستاں تک پھیل جا

کب تلک لیتا رہے گا احتساب و جائزہ
اے گرفتارِ نظر حدِ گماں تک پھیل جا

کائناتِ وقت کی ریشہ دوانی سے نکل
بیکراں ہو کر فضائے لامکاں تک پھیل جا

ذات سے باہر نکل کر دیکھ دنیا کو شفق
تیری مرضی پھر جہاں چاہے وہاں تک پھیل جا

پولینڈ

طارق جمیل فلاحی
(انجینیر امپیکٹ لندن)

کمیونسٹ دُنیا کا مدوجزر

پولینڈ میں پہلی بار برسراقتدار کمیونسٹ پارٹی اور آزاد ٹریڈ یونین میں زبردست رسہ کشی پائی جاتی ہے۔ اگر آزاد ٹریڈ یونین مستقل طور سے اپنے قیام و استحکام اور مزدوروں کے حقوق کی بحالی دلانے کے لئے جدوجہد میں کامیاب ہو جاتی ہے تو یہ کمیونسٹ دنیا کے لئے ایک زبردست تھپڑ ہوگا اور اشتراکی نظام میں برسراقتدار گروہ کی خواہشوں اور فیصلوں کے خلاف ایک عظیم تبدیلی کی پہلی مثال ہوگی۔

یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ کمیونسٹ پارٹی پولینڈ میں امن عامہ برقرار رکھنے، نظم و ضبط قائم کرنے اور عوام کے اظہار نفرت کو دبانے کے لئے اپنے اصول کے مطابق جبر و تشدد سے کام لے گی لیکن اس سے یہ نہیں سمجھ لینا چاہئے کہ کوئی بھی نظام عوام کے تعاون کے بغیر زیادہ دیر چل سکے گا۔ یہی وجہ ہے کہ کمیونسٹ [illegible] جمہوری [illegible] ہیں کیونکہ حکومت اور پارٹی کے تمام [illegible] جن عوام ہی [illegible] ہوتے اور [illegible] اشتراک و تعاون کا دروازہ [illegible] ہیں۔

پولینڈ کی ایک عجیب صورتحال یہ ہے کہ وہاں کی نوے فیصد اکثریت رومن کیتھولک ہے جو علی الاعلان لینن اور مارکس کے اصولوں کے خلاف ہیں۔ حتیٰ کہ کمیونسٹ پارٹی کے [illegible] ممبران میں بھی ۳۰ لاکھ افراد پابندی سے چرچ کا رخ کرتے ہیں۔ ایسی صورت میں پارٹی کے لئے نہایت مشکل ہے کہ وہ ملک کے عوام پر مطلق استبداد قائم کر سکے جبکہ پولینڈ کے عوام اپنے حقوق اور مذہبی [illegible] ہوتے ہیں۔

یہ کہا جاتا ہے کہ یہ [illegible] ٹریڈ یونین [illegible] کا [illegible] ہے کہ [illegible] کی مرکزی حیثیت کو ختم کرنے کے منافی [illegible] جس طرح [illegible]

میں ہو چکا ہے۔ جس طرح ہنگری [illegible] میں طلباء نے [illegible] انتخابات کرنے [illegible] یہ تمام چیزیں کمیونسٹ ڈکٹیٹرشپ کی بدلی ہوئی شکلیں ہیں۔ یوگوسلاویہ میں تو تمام ہی کارخانے کمیونسٹ پارٹی کی زیر نگرانی چلتے ہیں جسے پولینڈ کے باشندے قطعاً پسند نہیں کریں گے۔

دوسرے کمیونسٹ ممالک کی طرح پولینڈ میں مزدوروں کی دوست سمجھا جاتا ہے جہاں انہیں سیاسی فیصلوں کی آزادی دینے کا ڈھنڈورا پیٹا جاتا ہے لیکن فی الواقع ان ممالک میں آزاد ٹریڈ یونین کو وہ آزادی اور خود [illegible] حاصل نہیں ہوتی جو غیر کمیونسٹ ممالک میں انہیں [illegible] کو حاصل ہوتی ہے۔ اس طرح کمیونسٹ ممالک میں [illegible] کے ادارے پائے جاتے ہیں اور دونوں عوام کی نمائندگی کا دعویٰ کرتے ہیں۔ اب اگر عوام حکومت کے فیصلوں پر راضی نہیں ہوتے ہیں تو کیا صورتحال پیدا ہو جائے گی؟ یہ سوال [illegible] ہے۔ پھر اگر پولینڈ کی آزاد ٹریڈ یونین پورے طور پر ایک متحدہ سیاسی محاذ بنانے میں کامیاب ہو جاتی ہے تو ملک کی برسراقتدار پارٹی کا کیا حال ہوگا؟

یہ کہنا بالکل بجا ہے کہ مزدوروں کی حالیہ ہڑتالیں اور تحریکات پولینڈ کے عوام کی نفرت و ناراضگی کی ایک [illegible] تھیں۔ انہوں نے نتیجہ نکالا اور طریقہ کار کو اختیار کرنے میں نہایت ہوشیاری سے کام لیا۔ یہ تحریک نہایت ذی فہم اور روشن خیال لوگوں سے [illegible] ہے جن میں اکثر سیاسی شعور رکھنے والے [illegible] ہیں۔ اس تحریک کی قیادت لیک والسا کے ہاتھوں میں ہے جس نے کارخانہ لینن [illegible] جہاز سازی [illegible] گذشتہ چار سالوں سے ملازمت نہیں کی [illegible] ایک [illegible] سیاسی رہنما [illegible] ٹریڈ یونین کے منتظم کی حیثیت [illegible] اس نے اپنے اوقات صرف کئے پھر جب اس نے حالات کو [illegible] کے موافق پایا تو دوبارہ ملازمت اختیار کر لی۔ دوسرے لفظوں میں یوں کہا جا سکتا ہے کہ پولینڈ کی [illegible]

سیاسی تحریک جو تمام تر جاری ہوا ہے وہ دراصل پوری قوم کی انقلابی کوششوں کا مظہر ہے۔

جو شخص اس تحریک کا مستقبل دیکھنا چاہتا ہے اس کے لئے یہ بات دھیان میں رکھنا ضروری ہے کہ پولینڈ کے نئے لیڈر اسٹانسلاو کانیا نے منصوبہ تیار کیا تھا کہ تمام آزاد و غیر سوشلسٹ عناصر کو ختم کر دیا جائے۔

آزاد ٹریڈ یونین نے پولینڈ حکام کی اس پالیسی کی مخالفت کی کہ وہ صرف خارجہ پالیسی پر تابع رہ کر وہاں ڈکٹیٹرشپ نظام نافذ کرنے پر بضد ہے۔

پولینڈ میں کمیونسٹ پارٹی کے لیڈر گیرک کی معزولی اور ماسکو کے نئے آدمی اسٹینسلا کانیا کا انتخاب دراصل پولینڈ کے بحران کو واضح کرتا ہے۔ اس وقت کانیا کے سامنے دو چیلنج ہیں اور اگر وہ اپنی مہارت سے ان پر قابو پانے میں کامیاب ہو گیا تو ممکن ہے کہ کمیونسٹ اقتدار اور کمیونزم کو وہاں کچھ مزید مہلت اور عمر مل سکے ورنہ ماسکو کے لئے خطرہ مزید بڑھ گیا ہے۔ اس وقت کانیا کا سب سے اہم کام یہ ہے کہ وہ مزدور تحریکوں اور اصلاحات کے حامیوں کو مطمئن کریں۔ خود مزدوروں کے پاس ان کا پہنچنا اور ان سے بات چیت کر کے انہیں مطمئن کرنے کی کوشش کرنا دراصل مزدوروں کے دباؤ کا نتیجہ ہے دوسری طرف انہوں نے ماسکو کو یقین دلایا ہے کہ کمیونزم کی حفاظت کی جائے گی یعنی فری ٹریڈ یونینوں کے قیام کی اجازت نہیں دی جائے گی۔ اب اگرچہ کمیونسٹ پارٹی انتشار اور بحران کا شکار ہے، اس انتشار میں مزدور فری ٹریڈ یونین قائم کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے تو پھر کمیونزم کو وہاں سے دم دبا کر بھاگنا ہوگا اور اگر کانیا نے ٹریڈ یونینوں کے قیام سے بچ کر اپنی پوزیشن مضبوط کریں اور بحران پر قابو پا لیا تو پھر پولینڈ ایک بار بحران کی زد میں ہوگا اور دنیا کی نگاہ کسی نئے ہیرو کی تلاش کرتی رہے گی۔

پولی اور گیرک کے انجام کے طور پر کانیا کا سامنا ہوا تھا ماسکو اور کے جی بی کے لوگوں سے راست پنجہ اقتدار میں آنے کے بعد اس کی بھرپور کوشش یہ ہے کہ مزدوروں کی عقیدہ و جذبات کی آزادی کا راستہ بند کر دے چنانچہ اس نے قید و بند اور جسمانی اذیتوں کا سلسلہ بھی شروع کر دیا ہے۔

اس وقت موجودہ لیڈر شپ کے زمانہ میں کمیونسٹوں کی اہم ترین کوشش یہ ہو گی کہ علاقہ میں مزدور تنظیموں کی جائز مانگیں اور مطالبات پورے کئے جائیں خاص طور سے ان کی رہائش اور ترقی گاہ کو بہتر بنانے کی پوری کوشش ہو گی اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس کا منصوبہ ماسکو میں پہلے ہی سے تیار کر دیا گیا تھا کہ پولینڈ کی نہ صرف روس بلکہ دیگر کمیونسٹ بلاک مالی امداد کرے گا اور اس کی معاشی زندگی کو بہتر بنانے کی کوشش کرے گا۔

اس وقت پولینڈ خصوصی توجہ کا مستحق ہے خود ہی کیونکہ کمیونسٹ دنیا کا مرض پرانا ہے کہ اس کا علاج کیا جائے۔ کمیونسٹ دنیا پولینڈ کی متعدی بیماریوں کی روک تھام کی پوری کوشش کرے گی تاکہ دوسرے کمیونسٹ ملکوں میں یہ وبا اور آزادی و بغاوت کی بیماری پھیل نہ سکے۔

کمیونسٹوں کو اس بات پر قدرے اطمینان ہے کہ مشرقی یورپ میں پولینڈ کی تحریک کی گونج ابھی واشگاف انداز میں سنائی نہیں دے رہی ہے۔ یہ ٹھیک ہے کہ چیکوسلواکیہ میں چند ذہین روشن خیال لوگ تھوڑی دیر کے لئے اس سلسلے میں جیل میں ڈال دیئے گئے تھے جنہوں نے مزدوروں سے ہمدردی کا اظہار کیا تھا۔ اسی طرح ہنگری کے کچھ باشندوں کو پولینڈ نہ جانے دیا گیا تاکہ وہ انفرادی رابطہ قائم نہ کر سکیں اور اصلاحات کے حامیوں سے ہمدردی کا اظہار نہ کر سکیں۔ لیکن مشرقی یورپ میں یہ احساس عام نہیں ہے کہ حکومت مخالف انقلاب کا وقت آ پہنچا ہے۔ یہ بات ہر شخص جانتا ہے کہ روسی طاقت اس تحریک کو کچل کر رکھ دیگی۔

یہ بات اب بالکل واضح ہو چکی ہے کہ افغانستان میں روسی مداخلت دراصل ایک اسلام اور کمیونزم کا مخالف ملک کا روس کی سرحدوں پر وجود قائم ہونے سے روکنے کے لئے تھا۔ بریژنیف اچھی طرح سمجھتا تھا کہ اگر افغانستان میں اسلامی نظریہ کامیاب ہو جاتا ہے اور کمیونزم شکست کھا جاتا ہے تو ترکستان، ازبکستان اور دوسرے مسلم علاقے بھی بغاوت کا جھنڈا بلند کر دیں گے اور ان پر اپنا اثر قائم رکھنا مشکل ہو جائے گا۔ تاشقند کی حالیہ اسلامی کانفرنس اس بات کی غماز ہے کہ کمیونسٹ اس معاملہ میں کتنا پریشان ہیں اور روسی مسلمانوں

(بقیہ صفحہ ۲۱ پر)

قائم رضوی قتیل

فرحان زبیری

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہندو مذہبی کتابوں کی روشنی میں

اتھروید

"تم لوگ اسے سنو، ایک تعریف کے قابل ہیرو کی تعریف میں گایا جائیگا۔ ساٹھ ہزار نوے کو ہم نے اس وقت اس رشی کے ساتھ دیکھا، جب ہم کورمی کے ساتھ تھے۔ اس نے اس رشی کو ایک سو بہترین جواہرات، دس قیمتی ہار، تین سو قیمتی گھوڑے اور دس ہزار مویشی تحفے میں دیے تھے"

(اتھروید، کھنڈ ۲۰، سکت ۱۲۷، منتر ۱ تا ۳)

اتھروید کے منتروں میں اس ہیرو کا نام Mamah (نراشنس) بیان کیا گیا ہے جس کا ترجمہ اور رشی کے لفظ سے کیا گیا ہے۔ پروفیسر پنڈت راجا رام ڈی اے وی کالج لاہور نے اس کا ترجمہ "قابل تعریف" کیا ہے اور پنڈت کیم کرن الہ آبادی نے "تعریف والا انسان" کیا ہے۔ مندرجہ بالا اقتباس میں مندرجہ ذیل پہلو قابل غور ہیں۔

۱۔ کوئی بھی رشی یا دانا شخص (Prophet) ہندو تاریخ میں Mamah کے نام سے ظاہر نہیں ہوا۔ یہ لفظ Mamah اور Mohammad دونوں ہی ہم معنی اور مترادف الفاظ ہیں۔ دونوں کے معنی ہیں "جس کی تعریف کی جائے"

۲۔ منتر کے مطابق Mamah ۶۰ ہزار نوے کا قابل ہوگا۔ پنڈت کیم کرن کہتے ہیں کہ اس سے مراد ساٹھ ہزار دشمن ہیں۔ اور یہ واقعہ ہے کہ حضرت محمدؐ کی بعثت کے وقت مکہ کی آبادی ساٹھ ہزار افراد پر مشتمل تھی جو شروع میں تو آپ کے سخت ترین مخالف تھے مگر بعد میں انھوں نے بتدریج آپؐ کی اطاعت تسلیم کر لی۔ اور نہایت ہی وفادار پیروکاروں کی طرح ہمیشہ آپ کا ساتھ دیتے رہے اور آپ کے لیے بے حد مخلص ثابت ہوئے۔ یہی وجہ ہے کہ انھیں گائے سے تشبیہ دی گئی جو کہ اتنی کی طلب اور بے غرض ہوتی ہے اس کا تذکرہ رگ وید کے منتر ۱ سکت ۹۱۲ اور منتر ۵ میں بھی ملتا ہے

۳۔ Mamah کو ایک سو جواہرات یا ایک سو سونے کی زنجیریں دی جائیں گی۔ یہ آنحضرتؐ کے ایک سو اصحاب کے اس گروہ کی طرف اشارہ ہے جنھوں نے ابتدائے دور اسلام میں مکہ کے ہاتھوں دی گئیں ہر طرح کی ایذارسانیوں اور پریشانیوں کا ثابت قدمی سے مقابلہ کیا تھا اور حضورؐ کی اجازت سے حبشہ ہجرت کر گئے تھے۔ ان اصحاب کو جواہرات یا سونے کی زنجیریں کہا گیا ہے۔ جیسا کہ فی الواقع وہ تھے کہ وہ اذیت و کرب کے دور میں بھی ثابت قدم رہے۔

۴۔ Mamah دس ہار یا دس گہرے حاصل کرے گا۔ یہ آنحضورؐ کے ان دس صحابہ کی طرف اشارہ ہے جو عشرہ مبشرہ کے نام سے معروف ہیں یعنی ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ، علیؓ، طلحہؓ، سعدؓ، زبیرؓ، ابو عبیدہؓ، سعیدؓ، عبدالرحمٰنؓ (رضی اللہ عنہم اجمعین)

۵۔ Mamah تین سو گھوڑے حاصل کرے گا۔ یہ بھی آپؐ کے ان ۳۱۳ صحابہ کی طرف اشارہ ہے جنھوں نے آپ کی رہنمائی میں بہادری سے جنگ لڑی تھی اور ایک بڑی مسلح فوج کے مقابلہ میں ملک عرب کی سب سے مشہور اور یادگار جنگ جیتی تھی۔ جس سے اسلام کو از حد تقویت ملی تھی۔ اگرچہ انھیں صرف تعداد

یہی جو بیان کی گیا ہے اس سے مناسبت میں کوئی خاص فرق واقع
نہیں ہوتا ہے۔ انہیں محض اس وجہ سے گھوڑوں سے تشبیہ
دی گئی کہ ان دنوں گھوڑے جنگوں اور غزوات کے اہم ترین
سامان ... سامان ہوا کرتے تھے۔

۴- Mamh ۴-۴ دس ہزار لوگوں پر فتح حاصل کریگا۔ اس میں بھی
آپؐ کے ان دس ہزار صحابہ کی طرف اشارہ ہے جنہوں نے آپؐ
کی رہنمائی میں مکہ فتح کیا تھا اور ایک قطرہ خون بہائے بغیر اس
میں فاتحانہ شان سے داخل ہو گئے تھے۔

✖ بائیبل میں بھی اس مضمون کی تائید موجود ہے۔ چند اقتباسات
یہ ہیں۔

"اور وہ دس ہزار قدسیوں کے ساتھ آئے گا" (Deut ۳۳-۲)

"میرا محبوب سفید اور گلابی ہے، جو دس ہزار لوگوں کا سردار ہے"
(5 - 10 - Solomen's Song)

"وہ عظیم ہستی اپنے دس ہزار پیروؤں کے ساتھ آئے گی" (Jude 1-14)

رگ وید "دست بلند، بار اشتہ، قوی اور فیاض خدا کے
ستائندہ Mamhe نے اپنے دس ہزار ساتھیوں کے
ساتھ اپنی تمام صفات خصوصاً ساری دنیا کے لئے رحمت' کی حیثیت
سے میری حمایت کی"

(رگ وید منڈل ۵، سکت ۲۷، منتر ۱)

مندرجہ بالا اقتباس میں قابل غور پہلو یہ ہیں:

۱- اتھروید کی طرح رگ وید نے بھی پیشین گوئی کرتے ہوئے رشی
کو Mamhe کا نام دیا ہے۔ جیسا کہ اوپر بیان کیا جا چکا ہے یہ لفظ
Mohammed کے مترادف ہے۔ دونوں کے معنی ہیں "جس
کی تعریف کی جائے"۔

۲- اس کی دوسری خصوصیات وصفات کے ساتھ رگ وید نے
اسے "ساری دنیا کے لئے رحمت" (رحمۃ للعالمین) بھی کہا ہے۔ یہ
واضح طور پر قرآن پاک میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا لقب ہے

۳- مندرجہ بالا اقتباس اس بات پر بھی دلالت کرتا ہے
کہ Mamhe دنیا کا پیغمبر ہوگا۔ جبکہ حضرت محمدؐ کے علاوہ کسی
نے نہ تو پوری دنیا کے لئے رسول ہونے کا دعویٰ کیا ہے اور نہ اس
طرح کے کسی دوسرے رسول کا کہیں تذکرہ ہی کہیں ملتا ہے۔

۷- اتھروید کی طرح رگ وید نے (اور بائیبل نے بھی) پیغمبر
کے بالکل ٹھیک دس ہزار صحابہ کا تذکرہ کیا ہے جنھوں نے
فتح مکہ میں آپؐ کا ساتھ دیا تھا۔

سام وید "احمد نے اپنے خالق سے ایک حکمتی شریعت حاصل کی ہے۔
میں اسے نور سے بھر رہا ہوں"

(سام وید پرا پاٹھک ۲، کھنڈ ۶، اور منتر ۸)

اسی طرح کالکی اوتار ([illegible]) جو الہ آباد
سے شائع ہوئی ہے، ایک منتر ہے جس کا ترجمہ یہ ہے:

"اس کا نام احمد ([illegible]) ہے وہ اپنے دس ہزار جنگی
ساتھیوں کے ساتھ فتح وکامرانی حاصل کریگا۔ وہ پتھر کو اس کے
صحیح مقام پر رکھے گا"

اوپر کے اقتباس سے مندرجہ ذیل باتیں سامنے آتی ہیں:

۱- عربی رسول کا نام واضح طور پر سام وید میں احمد مذکور ہے

۲- اسے اندر کہا گیا ہے جس کے معنی "فوج کا سپہ سالار" ہے۔
سپہ سالار جنگ میں فوج کی قیادت کرتا ہے۔ رسولؐ کو یہاں ایک
سپہ سالار کی حیثیت سے ذکر کیا گیا ہے۔ اور یہ بات خوب معلوم
ہے کہ آپؐ نے جتنی بھی جنگیں لڑیں، سب میں اپنے ساتھیوں
کی قیادت خود آپؐ نے کی تھی

۳- اتھروید، رگ وید اور سام وید نیز تینوں پیغمبر سلیمان،
موسیٰ، اور داؤد (علیہم السلام) کی تینوں کتابوں نے متفقہ
طور پر فتح مکہ کو حضرت محمدؐ اور ان کے دس ہزار جانثار صحابہ
کی طرف منسوب کیا ہے۔ یہ بات اچھی طرح معلوم ہے کہ ایک
حضرت محمدؐ کے علاوہ روئے زمین پر موجود کسی بھی نبی یا رسول
نے ٹھیک دس ہزار ساتھیوں کے کسی بھی وقت اور مقام پر کوئی
علاقہ فتح نہیں کیا ہے

۴- سام وید نے پتھر کو صحیح مقام پر رکھے جانے کا بھی ذکر
کیا ہے جو ایک تاریخی حقیقت ہے۔ یہ بات بخوبی معلوم
ہے کہ حضرت محمدؐ نے مکہ کے مختلف سرداروں کے مابین تنازعہ
کو انتہائی صلح و صفائی سے طے کیا تھا اور کالے پتھر (حجر اسود)
کو اس کے ٹھیک مقام پر نصب کیا تھا جہاں سے کہ وہ گر گیا
تھا۔

شیل پراگرن ([illegible]) -

"وہ اوتار (بھگتی دیجات) دلا جگدو زمین کے مرکز میں پیدا ہوگا۔ وہ دشمنوں کو شکست دینے والا، نہایت قوی اور بہادر ہوگا۔ زمین کے بیچوں بیچ مقام پر ہوگا اور قابلِ تعریف ہوگا۔"

(حصہ ۱، ادھیائے ۱۲، کنٹ ۶)

اس اقتباس میں مندرجہ ذیل پہلو غور کئے جانے کے لائق ہیں

۱۔ یہ ایک تسلیم شدہ حقیقت ہے کہ عرب ہی ساری زمین کا مرکز ہے۔ یہی وجہ ہے کہ عموماً شاعر اسے "زمین کا مرکز" (Naval of earth) لکھتے ہیں۔

۲۔ اوپر کے جملے میں لفظ "قابلِ تعریف" ٹھیک لفظ محمد کا ترجمہ ہے۔ جس طرح کہ ویدوں میں Mamhe اور Mohammad ہم معنی الفاظ ہیں۔

۳۔ جب رسولِ عربی قطعی طور پر ساری دنیا کے آخری رسول ہیں تو کلکی اوتار وہی ہیں۔ لہٰذا انہیں ان کے مذہب پر ہونا چاہیے۔

بھوشیہ پران ([illegible])

"غیر ملک کا ایک روحانی معلم اور اجنبی زبان بولنے والا، اپنے ساتھیوں کے ساتھ ظاہر ہوگا۔ اس کا نام "محامد" (Mohammad) ہوگا۔ وہ ریگستان کا باشندہ، فرشتہ صفت، گناہوں سے پاک ہوگا۔ ہندوستانی شہنشاہ اس پر ایمان لائیں گے۔ اسکی پیروی سے خوشنودی حاصل کی جائے گی۔ وہ بت پرستی ختم کریگا۔ شیطان کو مات کرنے والا ہوگا، اور وہ تشکیلِ انسانی کے مشن [illegible] زندہ مقتول ہوگا۔"

(بھوشیہ پران پرو ۳، کھنڈ ۳، ادھیائے ۳، اشلوک [illegible])

یہ حکایت تو ہی اسقدر واضح ہے کہ اسکی مزید وضاحت کی ضرورت نہیں ہے۔ قابلِ غور بات تو یہ ہے کہ اسی بھوشیہ پران میں مزید اسی قسم کی باتیں موجود ہیں جنکا خلاصہ مندرجہ ذیل ہے۔

۱۔ گناہ اور بدکاری عام ہونے سے عرب ملک کو تباہ کر دیا۔

۲۔ یہ دشمن ابرہہ اور دیگر لوگوں کی طرح تباہ کئے جائیں گے (اور یہ جس نے مکہ کو تباہ کرنے کے لئے ابرہہ حملہ کیا تھا اس کا واقعہ بہت مشہور ہے)

۳۔ خدا نے [illegible] کا خطاب محمد کو دیا ہے وہ دشمنوں کو دوست بنا دیا ہوگا اور قوم کو ترقی دے رہا ہوگا۔

۴۔ اس کے پیرو کار ختنہ کرائیں گے اور داڑھی رکھیں گے اور سر کے بالوں کی چوٹی نہیں رکھیں گے اور وہ مذہبی انقلاب لائیں گے۔

۵۔ ان کا مذہب پوشیدہ اور منفرد ہوگا۔ بلکہ انکی آوازیں مسجد کی بلندیوں سے سنی جائیں گی۔

۶۔ خنزیر ممنوع ہوگی، اور ان کے مذہب میں [illegible] قانونی اجازت دی جائے گی۔ لیکن تمام کھائے جانے والے جانوروں کی اجازت ہوگی

۷۔ ان کی نظافت [illegible] کے بجائے غسل پر منحصر ہوگی کافر قوموں سے جنگ کرنے کی وجہ سے وہ سب مسلمان کہلائیں گے۔

۸۔ گوشت کھانے والوں کا مذہب میرا ہے اور دین الٰہی ہے۔

پوتھی رنگ سددام کنڈ ۲، دسکنڈ ۱۲، جو بیاس جی کا تحریر شدہ اور یہ بحالت [illegible] کا ترجمہ شدہ ہے اس کا اردو ترجمہ اس طرح ہے۔

۱۔ میں اسکی طرفداری نہیں کرونگا بلکہ صحیح صحیح طرفداری کرونگا۔ خود یہ اور یزدان اس کے بارے میں کہتے ہیں۔

۲۔ نبوت اپنے آخری ایام میں دس ہزار سال تک باقی رہیگی۔

۳۔ ایک عربی اوتار پیدا ہوگا۔ اس وقت دنیا ایک سچی [illegible] کرے گی۔

۴۔ وہ معجزات دکھلائیگا۔ وہ تقسیم کرنیوالے اور خدا کے محبوب کی حیثیت سے جانا جائیگا۔

۵۔ وہ ساتویں صدی میں اندھیری رات میں سورج کی مانند ابھرے گا۔

۶۔ وہ حسنِ اخلاق کا مظاہرہ کرے گا ایک مکمل کردار پیش کرے گا اور اپنے مذہب کی ترویج و اشاعت کریگا۔

۷۔ اس کے چار خلیفہ اور بے شمار تابعین ہوں گے۔

۸۔ اس مذہب کے ظہور پذیر ہوجانے کے بعد کوئی شخص اس کو قبول کئے بغیر خدا کی رضا حاصل نہیں کرسکتا۔

(۸) اسی کی ذریت میں امام مہدی نام کی ایک کامل شخصیت کا ظہور ہوگا۔

(۹) اس کے بعد دنیا کا سلسلہ ختم ہو جائے گا۔ گوتم بدھ کی طرف سے جو کچھ کہا ہے وہ کتنی بڑی حقیقت ہے۔

اس کے بعد گوتم بدھ کی اس پیشینگوئی کو سنسکرت میں دیکھتے ہیں

[illegible]

[illegible]

(ترجمہ: گوتم بدھ پیارا اور مقامات کی زیارت ... ہے۔ ... کی آمد کے متعلق یہی الفاظ ملتے ہیں)

گوتم بدھ — گوتم بدھ، جو بدھ مذہب کے بانی ہیں، کا ظہور حضرت عیسیٰ سے پانچ سو برس قبل ہوا تھا۔ ان کے مشہور شاگرد نندا نے ان سے بستر مرگ پر یہ پوچھا تھا کہ ان کے بعد کون دنیا کی رہنمائی کریگا۔ تو گوتم بدھ نے جو جواب دیا تھا وہ ان کے الفاظ میں یہ ہے:

"میں نہ تو پہلا بدھ ہوں اور نہ آخری بلکہ ایک دوسرا بدھ جو مقدس دلوں کو بصیرت بخشنے والا اور روشن دماغ، راست باز، صاحب فہم و فراست، بلند مرتبہ کائنات اور انسانیت کے لئے بے نظیر مطلق انسان عالم کی حیثیت سے دنیا میں آئیگا۔ اس کے ساتھ وہ ازلی حقیقت، کامل احکامات اور محقق نظریات لیکر آئیگا۔ وہ میری طرح وعظ و نصیحت کریگا۔ گوتم بدھ سے مزید سوال کئے جانے پر جواب" اسے (Maitreya) (... ...) پکارا جائیگا:

ایک بدھسٹ مصنف لفظ "میتریہ" کی تشریح "لفظ رحمت" سے کرتا ہے۔ وہ لفظ ہو ڈی لینڈز الا آباد ... (گوتم ...) رنگ روپ سے ایسا ہی ہے جیسا کہ پہلے بتا چکا ہے۔ رسول ... کو "رب کے بندہ رحیم" کہا ہے۔ چنانچہ اس سے یہ حقیقت واشگاف ہو جاتی ہے کہ مندرجہ بالا پیشگوئی کا حامل پیغمبر حضرت محمد ﷺ ہی ہیں اور ان کے متعلق ہے۔ اور رحمت کا لقب صرف آپ ہی کے لئے مخصوص ہے۔

گرو نانک — گرو نانک جی نے بھی اسی طرح اپنے پیرو وں کے لئے درج ذیل مصرعے تحریر کئے ہیں:

[illegible]

[illegible]

وہ دیں … ... کا پہلا نام تھا۔ دوسرا ہمارے دونوں کا ... کا اقرار کرکے تو اس طرح خدا نہیں ہو سکتا ہے (؟)

آخر میں گرو نانک کے ایک مشہور شعر کا ترجمہ نقل کرتے ہیں جو اس حقیقت پر روشنی ڈالتا ہے کہ کسی زبان کا لفظ ایسا نہیں ہے جو کہ اپنے عددی اعتبار سے محمد عربی ﷺ کا اعلان نہ کر رہا ہو۔

"کسی لفظ کی عددی شکل کو چار سے ضرب دو اور دو جوڑ دو اب اسے پانچ سے ضرب کرو اور اسے بیس سے تقسیم کر دو۔ بقیہ کو ۹ سے ضرب کرو اور دو جوڑ دو۔ ہر حال میں یہ ۹۲ رہیگا۔" (چونکہ عددی اعتبار سے لفظ "محمد" کا حاصل یہی ہے)

(بقیہ نجم الدین اربکان)

ترکی کا بائیکاٹ کیا گیا اور مطالبہ کیا گیا کہ انتہا پسندوں سے نمٹنے اور اس حالات کے قیام کے لئے ملک کا سیکولر ڈھانچہ تبدیل کیا جائے۔ ترکی کی اقتصادی حالت روز بروز ہنگاموں کی وجہ سے خراب ہوتی چلی گئی۔ بائیں بازو والوں اور دائیں عناصر نے پورے ملک میں مار دھاڑ کا بازار گرم کر دیا کہ لوگوں میں پیدا ہونے والے اسلامی نظام کے تقاضے کے جذبے کو روکا جا سکے اور وہی تقریبا بنائی گئی کہ جس سے ترکی انقلاب کا خطرہ یقینی نظر آنے لگا۔ ترکی میں نجم الدین اربکان کی مستقل سالویشن پارٹی کی وقت وقت ان سے اسلامی قوتوں مغربی مفادات کے لئے زبردست خطرہ بن گئیں۔ سیکولرازم اور مغربی مفادات کو بچانے کی خاطر جنرل کنعان اورن نے حکومت سنبھال لی۔ اور اب جناب نجم الدین اربکان پر قید و جرم عائد کر کے ان پر مقدمہ چلانے کی تیاریاں کی جا رہی ہیں۔ نجم الدین اربکان اس وقت عالم اسلام میں تحریک اسلامی کے ان قائدین میں سے ہیں جو مقام کے مالک ہیں اور اس حق سے اسلامی تقاضے کے حامیوں کو مشورہ وقتی ہے بیانات سے یہ بات ظاہر ہو رہی ہے کہ سب کچھ مغربی اور لادینی عناصر کے اشارے سے نجم الدین اربکان کو راستے سے ہٹانے کے لئے کیا جا رہا ہے۔ دوسرے تمام سیاسی رہنماؤں کے ساتھ بھی یہی کھیل کھیلا جا رہا ہے جبکہ یہ تقریبا بیگ کا ہوا ہے کہ ترکی میں اسلامی بیداری کی جو لہر پیدا ہو چکی ہے اس کا رخ اب بدلا نہیں جا سکتا اور اب یہ یقین ہو گیا ہے کہ ترکی کا مستقبل اسلامی ہوگا۔

صبوح گیلانی

دھاگے

صوفی

(حقیقی صوفیاء سے معذرت کے ساتھ)

صوفی کتنا مختصر سا لقب ہے لیکن کتنی اہمیت رکھتا ہے اور اس چھوٹے سے لفظ کے اندر کیا کیا معانی اور مطالب پنہاں ہیں اس پر آپ نے کبھی غور نہیں کیا۔ آئیے آج دیکھیں کہ صوفی کیا ہوتا ہے کہاں ہوتا ہے کیوں ہوتا ہے اور کیسے ہوتا ہے۔ صوفی کا محل وقوع یہ ہے کہ اس کے شمال میں عشق جنوب میں بیعت، مشرق میں ریاکار استدلال اور مغرب میں علم ٹھاٹھیں مارتا ہوا دریا ہے۔ یہ وہم گمان کا جزیرہ بنا ہوا اپنے چاروں پڑوسیوں سے ذرہ برابر تعلق نہیں رکھتا ہے بلکہ ان کے قریب تک نہیں پھٹکتا اور ان کے خلاف اسے یہ شکایت بھی ہے کہ وہ صوفی کی سرحدوں پر گاہے گاہے حملے کرتے ہیں۔ اور صوفی کی پرامن زندگی میں خواہ مخواہ ہیجان پیدا کر دیتے ہیں۔ صوفی ہمیشہ سے تخیل پسند توہمات کی دنیا کا بلا شرکت غیرے مالک اور خوابوں کی حسین دنیا کا شاہکار بنا ہوتا ہے۔

صوفی بھی ایک خاص طرز کا سرمایہ دار ہوتا ہے جو عمل کے مزدور سے نفرت کرتا ہے لیکن جہاں تک مطلب براری کا سوال ہے اسے عمل کے مزدور سے بہت محبت ہے وہ عمل کرانا چاہتا ہے کرنا نہیں چاہتا۔ وہ کمیونسٹوں کا رنگ بھی رکھتا ہے سرمایہ سے محبت ہے لیکن سرمایہ دار سے نفرت۔ صوفی عشق کا قائل ہے اس کی دو قسمیں بتاتا ہے عشق حقیقی جو ملفوظات کی لال کتاب میں درج ہے اور عشق مجازی جسے پہلی سیڑھی بتایا جاتا ہے بہر حال صوفی کبھی پہلی سیڑھی سے آگے نہیں بڑھتا اب اس پہلی سیڑھی کے متعلق جو کچھ آپ معلوم کرنا چاہیں صوفی سے معلوم کر سکتے ہیں یہاں صوفی عمل کا بھی قائل ہے۔

صوفی کی تاریخ بہت پرانی ہے کہتے ہیں صوفی کے مسلک کی بنیاد ہابیل اور قابیل کے قضیے سے ہوئی ہے جب عشق مجازی کے لئے پہلا بہانہ تراشا گیا تھا گویا صوفی بھی اتنا پرانا ہے جتنی انسانیت اور شاید اتنی ہی بوسیدہ۔ صوفی مختلف زمانوں میں مختلف رنگ بدلتا رہا ہے صوفی نے وسط ایشیا سے روحانیت کی نہریں چلائیں جو ہندوستان پہنچتے پہنچتے برہم پتر اور گنگا جمنا بن گئیں۔ صوفی نے دریاؤں میں پاپ دھونے کی فیکٹری کھول کر لوگوں کو اپنی زندگی کے دامن کو داغ دار کرنے کی کھلی چھوٹ دی تاکہ اس کی فیکٹری چلتی رہے۔ صوفی نے تمام گناہوں کے گٹھے باندھ کر حضرت مسیح کے سر پر باندھ دیئے تاکہ وہ ان کو اپنے آسمانی باپ کے پاس لے جائیں۔ لوگوں نے جب زیادہ وزن دیکھ کر چلانا شروع کیا کہ یہ سب گٹھے منزل مقصود کو نہیں پہنچیں گے بلکہ راستے میں گر جائیں گے تو صوفی نے یہ کہہ کر تسلی دی کہ حضرت مسیح اللہ کے بیٹے ہیں اور زیادہ بوجھ اٹھانے کے قابل۔ پھر ایک مسئلہ تثلیث پیش کر دیا جس پر آپ سر کھپاتے رہیں اور کچھ نہ سمجھیں کہ کیا ہے۔ اسلام کے آنے سے صوفی کو بڑا پریشان ہونا پڑا تھی اس لئے کہ اسلام کے ماننے والے اس کے ارد گرد کے چاروں علاقوں پر قابض ہو جانا ضروری سمجھتے تھے لیکن داد دیجئے صوفی کی اس نے ایران کی سرزمین سے وہ تعویذ منگوایا کہ اسلام کے ماننے والوں کو بھی گھٹنے ٹیکنے پڑے۔ تعویذ بغض کا تھا مسلمانوں کو آپس میں بغض پیدا ہو گیا پھر تعویذ غضب کا دیا گیا اور مسلمانوں نے کفر اور فلسفہ، روحانیت سے محبت کرنا شروع کر دی۔ بڑے بڑے عالم محی الدین ابن عربی جیسے اس غضب کی تعویذ کی تاب نہ لا سکے اور ایران کی حسین دیویوں پر لٹو ہو گئے۔ صوفی نے تب دیکھا کہ داؤں چل گیا ہے جبھی

ایک نقش تیار کر کے فرقہ باطنیہ کی بنیاد رکھ دی۔ حسن بن صباح اور دوسرے کئی پرستاروں نے آگے بڑھ کر صوفی کے نقش کو سینے سے لگایا اور عوام کو وہ چکمے دیئے کہ بس اسلام نام کو ہی رہ گیا لیکن صوفی کو تسلی نہ ہوئی کیونکہ صوفی کے "مقام و مرتبہ" کا صحیح اندازہ رکھنے والے لوگ ابھی کافی تھے صوفی نے چاہا کہ ان سب کو قتل کروا دے لیکن اس کا یہ دھوکا اس کے لئے مصیبت ہو گیا۔ لوگوں نے پہچان لیا کہ صوفی علم اور عقل سے لڑنے کے لئے ہمیں استعمال کرنا چاہتا ہے چنانچہ بغاوت ہو گئی اور صوفی کو بھاگ کر کسی غار میں پناہ لینی پڑی۔ ممکن تھا کہ صوفی وہاں مدت تک اسی کے لیے پڑا رہتا لیکن اس کاروبار کو صوفی چپکے سے کیسے دیکھتا رہتا۔ صوفی نے ایک شب خواب دیکھا کہ وہ خدا کے حضور میں پیش ہے اور اللہ میاں سے کہہ رہا ہے آخر یہ دوزخ اور جنت کیوں بنائی گئی اگر دوزخ بنائی گئی تو جبر کا انتظام کیا گیا ہوتا۔ میرے سے حالات ایسے ناموافق کیوں کر دیئے گئے۔ اسلام کی کشتی کو دنیا میں چلنے کے لئے چھوڑ دیا گیا ہے اور قرآن کی حفاظت کا خود ذمہ لیا ہے۔ آخر ہم کیا کریں۔ لیکن صوفی نے "کیا کریں" کے الفاظ کے بعد فوراً سوچا اور اللہ میاں سے اجازت حاصل کر لی۔ یا یوں کہئے کہ دربار خداوندی سے صوفی بڑے طمطراق سے تشریف لایا اور آ کر ایک کارخانہ بنایا جس میں قرآن کی تاویلات کرنے کے لئے پرزے تیار کئے جاتے تھے صوفی نے اس کارخانہ پر "ہمہ اوست" کا سائن بورڈ بھی لگا دیا۔ لوگ حیران تھے کہ یہ کارخانہ کیا ہے لیکن لوگوں نے جب پرزے دیکھے تو صوفی کی کاریگری پر عش عش کر بیٹھے۔ صوفی نے نہایت متانت سے بتایا کہ یہ تاویلات کا کارخانہ نہیں ہے بلکہ یہاں تو ساتویں آسمان پر پہنچنے کے لئے خاص کلیں بنائی جا رہی ہیں قرآن کو ظاہری طور پڑھنے والوں نے شاہراہیں جو اپنی دیکھی ہیں وہی راستے دیکھے ہیں جو بالکل سیدھے چلے جاتے ہیں بڑی بڑی سڑکیں، لاکھوں اور کروڑوں چلنے والے لوگ۔ کوئی آگے کوئی پیچھے۔ کیا مزہ ہے ایسی راہبری میں۔ صوفی نے اپنے کارخانے میں وہ کل ایجاد کی ہیں جو جھٹ سے اللہ میاں کے پاس پہنچا دیتی ہیں اور اگر آپ خود لوگ ہیں مشین سے ڈرتے ہیں تو خوشی

چھوٹی پگڈنڈیاں بھی صوفی تجویز کرتا ہے جو بہت سے دل لبھاتی ہوئی منزل مقصود تک چلی جاتی ہیں اگرچہ کوئی شخص آج تک ان پگڈنڈیوں سے منزل مقصود تک نہیں پہنچا لیکن یہ تو چلنے والوں کی غلطی تھی صوفی کی بنائی ہوئی پگڈنڈی تو یقیناً درست ہے لوگ کہتے ہیں کہ صوفی تو اونگھتا رہتا ہے والا کچھ نہیں جانتے کہ صوفی دل کو بھی خواب دکھاتا رہتا ہے۔ کیسے خواب یہ تو صوفی ہی بتائے گا۔ البتہ ضمناً عرض کئے دیتا ہوں کہ اگر صوفی پیر بھی ہو تو مریدوں کے خواب دیکھتا ہے۔ اگر تاجر ہو تو دوسرے بیوپاریوں کے دیوالیہ ہونے کے۔ اگر ملازم ہو تو ترقی کے۔ اگر مفلس ہو تو امیر ہو جانے کے، اور اگر سرمایہ دار ہو تو شراب کو دودھ میں تبدیل کرنے کے اور پھر وغیرہ وغیرہ صوفی کھوٹے سکے چلانے میں بھی بہت حاذق ہوتا ہے اگر کوئی شریف آدمی مل جائے تو جھٹ صوفی اس پر ہاتھ صاف کر جاتا ہے۔ جھوٹ کو صوفی بہت برا سمجھتا ہے اگر وہ خالص جھوٹ ہو البتہ گفتگو کے لئے لازمی طور پر جھوٹ شامل کرنا صوفی کا کمال ہے۔ جھوٹ کو شامل کرنا صوفی ہمیشہ کسی بزرگ کے نام کے ساتھ ملا کر بولتا ہے کسی بزرگ اور ولی کے نام سے ہی آغاز شروع کرنا چاہیے۔ یہ بھی کیا جھوٹ کہ سراسر جھوٹ ہو اور جھٹ معلوم ہو جائے اور کوئی نہ مانے۔ جھوٹ ہو تو ایسا ہو کہ مانتے بنے اور نہ انکار کرتے۔ صوفی کے متعلق لوگ کہتے ہیں اس کی جڑوں سے اتنا پھیلنا شروع کر دیا کہ جو آخر ترقی بلند ہی ہر طرف کے درخت بن کر اگنا شروع ہو گئیں ایمان کی خود کوئی انتہا نہیں اسے جتنا چاہے لمبا کر لیجئے۔ یہ ٹوٹتا نہیں۔ اگر آپ خود صوفی سے ایمان کی وسعت کا اندازہ کر لیں۔ صوفی ایک عجیب شے کا مجموعہ ہے۔ گفتگو بولتا رہتا ہے، ہر وقت میں ڈوبی ہوئی گفتگو تمام تر وہ بات کرتا رہتا ہے لیکن نہ تو وہ خود سمجھ سکتا ہے کیا کہہ رہا ہے اور نہ اس کے لیکچر کو سننے والے۔ صوفی دوران گفتگو اپنی قابلیت اور خداداد رشید ہونے کا تذکرہ کثرت سے کرتا ہے اس لئے نہیں کہ گفتگو پر ظاہر ہو بلکہ اسے ہر وقت یہ خطرہ رہتا ہے کہ کہیں میرے ماننے والے انکار نہ کر دیں۔ صوفی بڑا دور اندیش ہے۔ وہ جانتا ہے کہ جو بات بار بار دہرائی جائے وہ عوام پر اثر کر جاتی ہے خواہ وہ عوام کے لئے کتنی ہی نقصان دہ ہو۔ صوفی جب اپنے دشمن کو

کو نظر سے بھی دیکھا جاتا ہے تو جو بیان سیاست کے مشہور اداروں کی
سٹائل میں ایک آدھ عقیدہ و کہہ دیتے ہیں بلکہ ایک آدھ خواب بھی
منسوب کر دیا جاتا ہے جس میں مشہور سیاست کو کسی پیغمبر کے دربار میں
دکھایا جاتا ہے۔ اس سے بڑا فائدہ ہوتا ہے کہ مشہور سیاست کو
صوفی سے اور صوفی کو مشہور سیاست سے تقویت ہو جاتی
ہے۔ دونوں کا ایک دوسرے سے تعاون بہت سودمند ہوتا ہے
لیکن دقت یہ ہے کہ مشہور اہل سیاست صوفی کو غلطی سے مولوی
کے ساتھ والا سمجھ لیتے ہیں اور اسے مطلب برآری کے بعد
پھینک دیتے ہیں۔ صوفی بیچارے کو نئے سرے سے پھر نیا انداز
بدلنا پڑتا ہے لیکن صوفی ملازمت کی بجائے پرائیویٹ پریکٹس کو
زیادہ ترجیح دیتا ہے اور اگر ملازمت ہو تو ایسی ہو کہ نوٹ چھپنے
پر مجبور ہو جائیں اور خدائی کا لطف آتا رہے۔ صوفی سستی
نجات کیلئے بڑے اچھے مجرب نسخہ جات رکھتا ہے حتیٰ کہ
دو آپ کے گناہ کسی ولی اللہ یا پیر کے نام پر بخشوا کر اولیاء ان
کے دوزخ کے اسکور میں داخل کروا دیتا ہے اور آپ صرف تھوڑا سا
نذرانہ دے کر سب آلائشوں سے پاک ہو جاتے ہیں تو بادل تو یہ
کی لاگی چوری یا بندگی سے صوفی بچ کر آپ کو بچا لے جاتا ہے۔

مولوی

(صرف وہ جسے اقبال نے دو رکعت کا امام کہا ہے)

مسلمانوں کی اجتماعی مشکل کا سبب کے سوت لیکن سب سے
زیادہ کام دہند مولوی ہے۔ اس بناء کی ضرورت ہر اس تحریک کو ہوتی ہے
جو مسلمانوں سے کوئی کام کرانا چاہتی ہے خواہ وہ اسلام سے بغاوت کی تحریک
ہی کیوں نہ ہو۔ مولوی کے بغیر کسی تحریک کا کام نہیں چل سکتا لیکن
مولوی کا کام کسی تحریک کے بغیر بھی چل سکتا ہے پھر بھی حیرت کا مقام
ہے کہ مولوی کو سبھی استعمال کرتے رہتے ہیں لیکن مولوی بیچارہ
کسی کو بھی استعمال نہ کر سکا۔ مولوی کو استعمال کرنے والے ایک
خاص حد تک اسے اپنے ساتھ چلاتے ہیں۔ پروپیگنڈے کے
سلسلے میں اسلام کے احکام کی عجیب عجیب تاویلیں اس سے کراتے
ہیں یہ بیچارہ قرآن کو بازیچۂ تماشا بنا دیتا ہے۔ اللہ کے احکام کو توڑ کر
اس تحریک کے پروپیگنڈے کے حق میں پیش کرتے رہنا تو گویا اس
کے فرائض منصبی میں داخل ہے۔ یہ سب کچھ کرنے کے باوجود کسی
سیاسی تحریک کے کارکن مولوی کو پیش پیش کرتے اور ایک خاص
مقصد تک پہنچنے کے بعد مولوی کو چوس کر باہر پھینک دیا جاتا ہے
پھر مولوی پڑا رہتا ہے یہاں تک کہ کسی تحریک کا انتظار کرتا ہے۔ تاریخ کسی
مذہبی یا سیاسی تحریک کی جس جگہ عمل کا کوئی بزرگ اسے دیکھتا
ہے اور اسے دوسرے راستہ پر چلاتا ہے یہ بیچارہ اپنے پہلے
فرمودات کے بالکل برعکس نئی تاویلیں سوچتا ہے قرآن کو کھینچ
تان کے کی کوشش کرتا ہے اللہ اور اللہ کے رسول کے احکام
کی نئی تفسیر میں بیان کرتا ہے۔ مولوی تحریک کے ساتھ کچھ روز
چلتا ہے جب تحریک دوسرے دور میں چلی جاتی ہے تو مولوی
کو کان سے پکڑ کر باہر نکال دیتی ہے۔ مولوی پھر چوراہے پر کھڑا
آنے جانے والوں کے منہ تکتا رہتا ہے۔ ہندوستان کی تاریخ
کو اٹھا کر دیکھئے جب اکبر کو دین الٰہی کے رائج کرنے کی ضرورت
ہوئی تو اسے مولوی کی ضرورت پیش آئی جب انگریز کو مغلیہ خاندان
کے جنازہ کو اٹھوانے کی ضرورت ہوئی تو مولوی کے بغیر یہ کام
کون کر سکتا تھا۔ مولوی بیچارہ سرکار انگلشیہ کی برکات لکھتے
لکھتے تھک گیا لیکن جلد ہی مولوی کو مغربی سے برخاست کر کے
کالج میں تربیت دے کر مسٹر کو اس کی جگہ پر بٹھا دیا گیا۔ مولوی پھر
دوسرے بند چوراہا پر کھڑا تھا کہ انگریز نے ہاتھ پھیلایا۔ اس طرح مسٹر کے
آنے کے بعد مولوی صاحب پھر اسی چوراہے پر کھڑے تھے اتنے
میں کانگریس آئے اور کانگریس نے متحدہ قومیت کے ڈھونگ
کو چلانے کے لئے مولوی کی خدمات حاصل کرنا چاہیں یہ بیچارہ تو انتظار
میں بیٹھا ہی تھا جھٹ ساتھ ہو لیا قرآن اور حدیث کی تاویلیں بھی
متحدہ قومیت پر کتابیں لکھیں، گلا پھاڑ پھاڑ کر تقریریں کیں،
وردشت اٹھائے۔ خدا اور اس کے رسول کے نام کو جگہ جگہ نیلام کیا
لیکن ہوا یہ کہ کانگریس کو ضرورت جوں جوں بڑھنے لگی مولوی
کی وقعت گرتی گئی۔ مولوی کو پریشانی لاحق ہوئی تھی مسلمان بھی
کانگریس سے نالاں تھے اتنے میں آواز آئی کہ مسلمان ایک الگ
قوم ہیں انہیں پاکستان ملنا چاہئے آواز کچھ غیر مولوی قسم کے لوگوں
نے لگائی تھی تاہم مولوی کے کان کھڑے ہوئے اور اسے یقین
ہو گیا کہ کشتی کی مارکیٹ میں لوگ نیا آ گیا ہے پھر نئے
سرے سے تاویلیں ہونی شروع ہو گئیں چونکہ اب یہ تحریک

مسلمانوں نے چلائی تھی۔ اسی لئے مولوی نے نہایت شاندار الفاظ میں فتویٰ دیا کہ تحریک سے الگ رہنے والوں کا اسلام خطرے میں ہے۔ پاکستان کا مطلب لا الٰہ الا اللہ بتایا گیا۔ اس تحریک کے کرتا دھرتا لوگوں کو پیغمبر اسلام کے دربار میں دیکھنے تک کے خواب بیان کئے گئے۔ مولوی چلاتا رہا مسجدوں میں منبروں پر گاؤں میں شہروں میں بڑے بڑے جلسوں کے اسٹیجوں پر۔ جو مسلم لیگ کو ووٹ نہ دے گا کافر ہو جائے گا۔ مسلم لیگ اسلامی حکومت قائم کرنا چاہتی ہے پاکستان میں قرآن کا نفاذ ہوگا۔ یہ سب کچھ مسلمانوں کو مولوی اللہ کے نام پر اور اس کے رسول کے نام پر سب کچھ کہتا رہا۔ مسلمان اعتبار کرتا رہا۔ اینگلو محمڈن، نواب، انگریز کی خیال کے سرمایہ دار، میاں قسم کے لوگ کھڑے مسکراتے رہے۔ انہیں لیگ میں ہوتے ہوئے بھی لیگ کی کامیابی کا یقین نہ تھا وہ تو راستہ دیکھ رہے تھے کہ مولوی کی محنت کیا رنگ لاتی ہے۔ اگر بوجھا انگریز کی طرف ہوا تو ادھر اگر ہندوؤں کی طرف ہوا تو ادھر اگر پاکستان بننے کی بات ممکن ہو گئی تو مولوی کو پچھاڑنے میں کیا دیر لگتی ہے کام نکل جاتا تو پھر مولوی کیسا۔ مولوی تو صرف استعمال کیا جاتا ہے آخر وہی ہوا۔ ناممکن بات ممکن ہو گئی۔ اینگلو محمڈن، نواب، کرسیوں پر بیٹھ گئے انگریز کی سرمایہ دار میاں اور چودھری صاحبان نے ان کرسیوں کے گرد حصار بنانا شروع کر دیا تاکہ کرسیوں کی تبدیلی آپس میں ہی ہوتی رہے اور مولوی کو نکال باہر پھینکا گیا۔ مولوی اب پھر بیٹھا ہے کہ پھر اس انتظار میں ہے کہ کوئی آئے اور اسے استعمال کرے۔

کیا مولوی کبھی اپنے مقام کو اپنی اہمیت کو پہچانے گا اور صرف اللہ کے راستے پر چلے گا تاکہ اس دنیا کے مصائب ختم ہوں؟؟ یہ سوال جو تمام لوگوں کی زبان پر ہے۔ اب مولوی لوگوں کی طرف دیکھ رہا ہے اور لوگ مولوی کی طرف !!

ملا کو جو ہے ہند میں سجدے کی اجازت
ناداں یہ سمجھتا ہے کہ اسلام ہے آزاد
(علامہ اقبال)

(بقیہ کمیونسٹ دنیا کا مرد بیمار)

کی دنیا کے سامنے علاقائی زبانوں کے سے وہ کتنا آگے جا سکتے ہیں۔

لیکن یہ صرف مسلمانوں کا مسئلہ نہیں ہے کہ وہ آزادی کے طلبگار ہیں بلکہ یوکرین، اور دیگر روسی اقوام بھی آزادی کے لئے ہاتھ پیر مار رہی ہیں۔

کچھ لوگ اس تقسیم و بانٹ کی ترغیب دے رہے ہیں کہ دونوں ممالک مغربی یورپ بنا ایشیا توازن پیدا کر سکتے ہیں اس کی مثال بالکل ایسی ہی ہے جیسے دشمنان کی دو ٹیمیں آپس میں ساتھ کا سمجھوتہ کریں کہ ایک دوسرے کو شکست دینے کی بجائے گیند کو بیچ میں رکھ چھوڑ دیا جائے۔ ❋

پچھلے آٹھ ماہ سے وقت کی پابندی کے ساتھ
راجستھان کی سرزمین سے شائع ہونے والا

اسلامی انقلاب کا علمبردار

نوجوانوں کا رفیق

باطل نظریات کے لئے ایک کھلا چیلنج

اسلام پسند طلباء و نوجوانوں کی امنگوں کا ترجمان

ہفت روزہ موومنٹ

साप्ताहिक मूवमेंट कोटा

سالانہ زر تعاون ۱۵ روپیہ ۔ ہفت روزہ موومنٹ کوٹہ راج

ترکی میں فوجی انقلاب کیوں آیا؟

نجم الدین اربکان ترک سیکولرازم کی جگہ

شریعت اسلامی کا نفاذ چاہتے تھے

وحدت اللہ خاں

دمیرل نے ملک کو بدامنی، انتہا پسندی اور فرقہ بندی کی کیفیت سے بچانے کے لئے اقتدار سنبھالا ہے۔ نیز یہ کہ ملک میں اتاترک کے سیکولر اور قوم پرست طرز حکومت کی حفاظت کی جائے گی اور ملک میں ہر قسم کی انتہا پسندی کا خاتمہ کر دیا جائے گا جس کی وجہ سے سیکولرازم کو خطرہ لاحق ہو گیا ہے۔"

یہ مؤقف جنرل کنعان ارون کا ہے، جنہوں نے ۱۲ ستمبر ۱۹۸۰ء کو سلیمان دمیرل کی حکومت کا تختہ الٹ کر ملک میں مارشل لاء نافذ کر دیا تھا۔ انقلاب کے بعد تمام سیاسی پارٹیوں پر پابندی لگا دی گئی اور ان کے قائدین کو گرفتار کر لیا گیا۔ ان رہنماؤں میں اسلامی نظریات کی حامل نیشنل سالویشن پارٹی کے سربراہ جناب نجم الدین اربکان بھی شامل تھے جن پر موجودہ حکومت دہشت گردی، قتل عام اور ترکی کی سیکولرازم کے خلاف جہاد برپا کرنے کے الزام میں مقدمہ چلانے کی تیاریاں کر رہی ہے جبکہ بقیہ سیاسی پارٹیوں کے لیڈروں کو ملک کو خانہ جنگی سے دوچار کرنے کے معاملے میں ملوث پایا گیا ہے۔

سوال یہ ہے کہ صرف نجم الدین اربکان ہی اس "تطہیر" کا نشانہ کیوں بنے ہیں؟ کیا ان کا قصور صرف یہ ہے کہ وہ ملک کے لادینی حکومتی ڈھانچے کو اسلام کے اصولوں سے بدلنا چاہتے ہیں؟

نجم الدین اربکان نے سیکولر ترکی میں اسلامی اصولوں کے نفاذ کے لیے ۲۴ جنوری ۱۹۷۰ء کو "ملی نظام پارٹی" کی بنیاد رکھی۔ دیکھتے ہی دیکھتے اس پارٹی نے ملک گیر مقبولیت حاصل کر لی لیکن صرف سوا سال بعد یعنی اپریل ۱۹۷۱ء میں شرعی قوانین کے نفاذ کے مطالبے اور اس سلسلے میں ایک کانفرنس بلانے اور اسلامی لٹریچر کی اشاعت کے الزام میں اس پارٹی پر پابندی لگا دی گئی۔

لیکن جناب اربکان نے ۱۱ اکتوبر ۱۹۷۲ء کو نیشنل سالویشن پارٹی تشکیل دی۔ اس پارٹی نے انتہائی تیزی سے مقبولیت حاصل کی اور عام انتخابات میں پارلیمنٹ میں اچھی خاصی نشستیں حاصل کر لیں۔ نیشنل سالویشن نے تاریخ میں پہلی مرتبہ ری پبلکن پارٹی کے ساتھ مخلوط وزارت بنائی۔ اپنے دور میں جناب اربکان کی پارٹی نے دینی مدارس اور دینی لٹریچر سے پابندی اٹھا لی۔ جنہیں سابق حکومت نے ممنوع قرار دے دیا تھا۔ شہریوں کو حج پر جانے کی آزادانہ سہولتیں فراہم کی گئیں۔ حکومت نے نئی مساجد کی تعمیر کی ذمہ داری خود سنبھال لی۔

جناب اربکان نے دوسری دفعہ جسٹس پارٹی کے ساتھ مل کر مخلوط وزارت تشکیل دی جس نے ترکی میں تاریخی اصلاحات کیں جن کے تحت ملک میں اخلاقی تربیت پر زور دیا گیا اور اس دور میں مسلمان ملکوں کے ساتھ زیادہ قریبی تعلقات قائم کئے گئے۔ اس کے علاوہ ترکی میں بھاری صنعتوں کو زبردست فروغ حاصل ہوا۔ ان کامیابیوں کی وجہ سے لادینی عناصر کو تشویش لاحق ہوئی اور انہوں نے مخلوط وزارت کو ختم کرنے کے لئے جوڑ توڑ شروع کر دی۔ چنانچہ ۱۹۷۸ء میں جسٹس پارٹی کے کچھ ممبران ری پبلکن پارٹی میں چلے جانے سے پانسہ پلٹا اور بلند ایجوت نے حکومت بنائی۔ اور ترکی میں ہنگامے اور دہشت پسندی کا دور شروع ہوا۔ دائیں اور بائیں بازو کے درمیان شدید جھڑپیں ہوئیں۔ نیشنل سالویشن پارٹی نے لادینیت کی مذمت کی اور مطالبہ کیا کہ ترکی میں تمام شعبوں میں اسلامی اصولوں کو نافذ کیا جائے۔ اس سلسلے میں کئی جگہ کانفرنسیں ہوئیں اور عوام کی اکثریت نے اس مطالبے کے سلسلے میں نجم الدین اربکان کی کھل کر حمایت کی۔ کئی جگہ شریعت کانفرنسیں ہوئیں۔ ایک کانفرنس میں ترکی کے سیکولر رجحانات اور سیکولر قومی

غزل

شفق طاہری

مجھ سا شایانِ کرم وقت کی نظروں میں نہیں
کوئی رخنہ مری زنجیر کی کڑیوں میں نہیں

یہ کوئی شہرِ خزاں ہے کہ وطن ہے میرا
پتیاں جتنی زمیں پر ہیں، درختوں میں نہیں

پل میں بنتے ہیں بگڑتے ہیں ہزاروں شہکار
وقت لمحوں میں نظر آتا ہے صدیوں میں نہیں

اس خطا پر مجھے بخشے ہیں اندھیرے اس نے
میں کہ قندیل بکف موت کے میلوں میں نہیں

اس لئے پیار ہے انسان کی خطاؤں سے مجھے
جانتا ہوں کہ یہ معیار فرشتوں میں نہیں

کوہساروں کی خموشی ہے سرشتِ دنیا
مدتیں گزریں کوئی گونج بھی رستوں میں نہیں

بعد مدت کے شفق اس کا پیام آیا ہے
چند آنسو بھی خوشی کے تری آنکھوں میں نہیں

نظام مصطفیٰ کی راہ میں حائل دوسری چٹان

ادیب عبدالرشید عراقی

بھگوا جھنڈا

اس سال اُجین کے مقام پر کنبھ میلہ میں "پرتاپ" کی شائع کردہ رپورٹ کے مطابق سادھو سنت پجاریوں نے ساڑھے تین لاکھ روپے چرس اور گانجے کے دھوئیں میں اڑا دیئے اور آخری دن میں ایسے سادھوؤں نے مختلف گھاٹ پر قبضہ کئے رکھا جن کی عمریں سو برس سے زیادہ تھیں اور بارہ گھنٹے تک کسی یاتری کو گھاٹ پر آنے نہ دیا گیا۔ جن لوگوں نے مکانوں کی چھتوں پر ان سادھوؤں کو اشنان کرتے دیکھا ان سے مکان کے مالکوں نے گیارہ روپے فی کس کے حساب سے درشن فیس وصول کی۔ اگر ایک مکان پر دس درشن ابھلاشی تھے اور وہ گھنٹوں درشن کرتے رہے تو انہیں بائیس روپے فی کس ادا کرنے پڑے۔ اس طرح ہر مکان کے مالک کو دو سو ڈھائی سو روپے وصول ہو گئے۔ (نوائے وقت ۲۵ مئی ۸۰ء)

یہی "اکھنڈ بھارت" اور "ایودھیا" کی تحریک جس کے علمبردار جن سنگھ کے ہاتھوں میں ملک کی باگ ڈور آ رہی ہے۔ یہ وہ "ہندوستانی" سپوت ہیں جو اپنے علاوہ کسی کو ہندوستانی ماننے کے لئے تیار نہیں۔ ان کے نزدیک ہندوستانی ہونے کی شرط یہ ہے کہ دوسرے مذاہب کے ماننے والے بھی ان کی تہذیب اور کلچر کو اپنائیں اور ان کے تمدن اور ثقافت کو اپنا تمدن اور اپنی ثقافت سمجھنے لگیں۔ ان کے دیوتاؤں کو اپنے معبود سمجھیں اور ان کی گئو ماتا کو اپنی دھرماتما تسلیم کریں۔ دوسرے الفاظ میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ غیر مذاہب کے متبعین اپنے نظریات اور اصولوں سے دست کش ہو کر ان کے نظریات اور تہذیب کو قبول کر لیں۔

بھگوا جھنڈا کے یہ علمبردار اپنے پاس کوئی فلسفہ نہیں رکھتے جس پر معاشرے کی تعمیر کی جا سکے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے مفکروں نے مجبوراً کہا کہ ہندو ازم کسی فلسفے کا نہیں بلکہ کلچر کا نام ہے حالانکہ ہر کلچر کے اندر کام کرنے والی روح کسی فلسفہ ہی کے تحت ہوتی ہے۔ چنانچہ یہ لوگ چند گنی چنی چیزوں میں جنھیں بنیادی سمجھ کر ان کا احیاء کرنا چاہتے ہیں۔ ان کے سب اس ہندو کو بھی ہندو سمجھتے ہیں جو ایک خدا کو مانتا ہے اور وہ بھی ہندو ہے جو سیکڑوں دیوی دیوتاؤں کو شریک ٹھہراتا ہے اور اسے بھی ہندو سمجھا جاتا ہے جو سرے سے خدا کا منکر ہے۔ رگ وید اور اپنشد پر ایمان لانے والا ہندو ہے اور وہ بھی جو ان چیزوں کو خرافات اور بیہودہ کتابیں اور ڈھکوسلہ سے تعبیر کرتا ہے۔ گائے کی تقدیس اور حرمت ان کے مذہب میں شامل ہے لیکن شیڈول کاسٹ کے لوگ ہندو ہونے کے باوجود خوب کھاتے ہیں۔ چھوت چھات، اونچ نیچ اور طبقاتی امتیازات ہندوستانی دستور میں قابل تعزیر جرائم ہیں اور کسی بھی ملک کے چہرے پر بدنما داغ ہیں لیکن آج بھی ہمارے ملک میں تماشائی پورے کے حادثات آئے دن ہوتے رہتے ہیں اور شیڈول کاسٹ کی بستیاں محض اس جرم میں آگ اور خون میں نہلا دی جاتی ہیں کہ انہوں نے بستی کے برہمنوں کے کنویں سے پانی بھرنے کی کوشش کی تھی حالانکہ مردم شماری کے زمانے میں انہیں بھی ہندو ہی گنا جاتا ہے۔

آر ایس ایس کا رنگ و روغن

متعصب ہندوؤں کی یہ تنظیم پورے ملک پر حاوی ہوتی جا رہی ہے۔ کانگریس، لوک دل، جنتا تمام ہی پارٹیوں کا رجحان "ہندو احیاء پرستی" کی طرف بڑھتا جا رہا ہے۔ یہ پارٹیاں اپنی "سیکولرزم" اور نام نہاد "سوشلزم" و "جمہوریت" کی علمبردار ہونے کے باوجود جن سنگھ کی زہریلی عصبیت سے متاثر ہیں۔ بلکہ ہندوستان کے حالات جس رخ پر جا رہے ہیں اور اس جن سنگھ کو جس طرح مقبولیت اور پذیرائی مل رہی ہے اس سے یہ اندازہ لگانا مشکل نہیں ہے کہ مستقبل کا ہندوستان اسرائیل اور اسپین کا ہندوستان ہوگا جہاں کسی جامع مسجد اور تاج محل کے لئے کوئی گنجائش باقی نہ رہے گی کیونکہ تو یہ ہندوستان کے رہنما اور خدام ہیں حالانکہ ان کا اصل مقصد گذشتہ ہزار سالہ اور ہزاروں سالہ پرانی فکر کی تہذیب کا از سر نو زندہ اور مستحکم کرنا ہے۔ ان کی نگاہ میں بھارت صرف ہندوؤں کا ہے جو لوگ اپنا مرکز عقیدت اس سرزمین سے الگ رکھتے ہیں وہ اس ملک کے وفادار نہیں ہو سکتے۔ ان کی کتابوں سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے خیال میں ہندوستان صرف ایک قومیت ہندو قوم کے علمبرداروں کا ہے۔ اس لئے یہاں کا طریقہ زندگی، رسم و رواج، تعصب، اعتدال، دوستی اور دشمنی سب مشترک ہیں اس لئے یہ لوگ ہندو تشخص کا نعرہ زور دیتے اور اس کے لئے پوری جدوجہد کرتے ہیں۔ مسلمانوں کے بارے میں ان کا رویہ یہ ہے کہ مسلمان بارہ سو سال تک اس ملک کو لوٹتے رہے، قتل و غارت گری کرتے رہے، یہاں کی ماؤں بیٹیوں کی آبروریزی کرتے رہے، مندروں کو توڑتے اور عبادت گاہوں کو اصل کام سمجھتے رہے۔ یہی وجہ ہے کہ یہ لوگ مسلمانوں سے نفرت اور انھیں نقصان پہنچانے کے درپے رہتے ہیں۔ صحت کے نام پر یہ اپنے ممبروں کو لاٹھی چلانا، تلوار اور نیزہ چلانا سیکھاتے ہیں اور ذہنی و جسمانی طور پر جارحیت پر کمر بستہ اور اس کے لئے تیار کرتے ہیں۔

کام ایک نام کئی

یہ تنظیم مختلف ناموں سے ملک کے مختلف شعبوں میں کام کرتی ہے اور انھیں ہندو احیاء پرستی کے لئے تیار کرتی ہے۔ جن سنگھ سیاست کے میدان میں اس مقصد کے لئے راہ ہموار کرتی ہے۔ اکھل بھارتیہ ودیارتھی پریشد ملک کے طلبہ اور نوجوانوں کو اپنے گرد اکٹھا کرتی اور انھیں اپنے رنگ میں رنگنے کے لئے تیار کرتی ہے۔ بھارتیہ مزدور سنگھ ملک کے مزدوروں کو ان کے حقوق کے نام پر مجتمع کرتی ہے۔ وشوا ہندو پریشد مذہبی تحفظ اور گائے کی تقدیس کے لئے سرگرم عمل ہے۔ بھارتیہ سنسکرتی پرچار سمیتی، ہندوستانی تہذیب و تمدن کی احیاء کے لئے کام کرتی ہے۔ ہندوستان سماچار ملک کی خبروں کو اپنی پالیسی کے مطابق پیش کر کے صحافت کے محاذ کو استعمال کرتا ہے اس طرح یہ تنظیم دور رس اثرات رکھتے ہوئے پورے ملک کی قیادت کے خواب دیکھ رہی ہے۔

فرقہ وارانہ فسادات

یہ تنظیم ہندو نوجوانوں کو اپنے گرد اکٹھی کرنے اور ان میں اتحاد و عصبیت پیدا کرنے کے لئے فرقہ پرستی، فرقہ وارانہ منافرت، مذہبی و تہذیبی جھگڑوں کو جاری اور ان کو بھڑکانے اور ہندو مسلم خلیج بڑھانے میں مہارت رکھتی ہے۔

چونکہ ان کے پاس سماج کی تعمیر کا کوئی منصوبہ نہیں ہے، ملک کے سیاسی و معاشی نیز تہذیبی مسائل کا کوئی حل نہیں ہے اس لئے نوجوانوں کو اپنے گرد اکٹھا رکھنے کی ان کے پاس صرف ایک صورت ہے اور اسے وہ خوب استعمال کرتے ہیں یعنی دونوں فرقوں میں نفرت کا پھیلاؤ۔ زہریلی باتوں کی اشاعت ہی وہ سب سے بڑا ہتھیار ہے جس کے پیچھے انہیں کا خوفناک کام نظر آتا ہے۔ سسکتے بلکتے بچے، مرتی لاشیں، لٹتی عصمتیں، جلتے ہوئے گھر، تباہ شدہ املاک و جائداد اور قبرستان کا ماحول پیش کرتے ہوئے محلے وہ کام کر جاتے ہیں جو برسوں کی تبلیغ و تلقین سے نہیں ہو پاتے۔ اس وقت جذبات اتنے مسموم، زہر آلود اور تلخ و تند ہو جاتے ہیں کہ اچھے سے اچھا انسانیت کا علمبردار بھی ظلم و انتقام کی حد تک چلا جاتا ہے۔ کر دیا جاتے کتنے بچوں کو یتیم دیے، کتنی سہاگنوں کو بیوہ اور کتنے بوڑھوں کو ان کے بڑھاپے کے سہارے سے محروم کر دیتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آر۔ایس۔ایس کے علمبردار ایسے موقع کی تاک میں رہتے ہیں بلکہ ایسے حالات

کرانے کی فکر میں رہتے ہیں کہ ہندو مسلم ایک نہ ہو سکیں اور ان کے درمیان نفرت کی خلیج باقی رہے۔

ملک سے پیار اس تنظیم کے بڑھتے ہوئے اثرات کو سامنے رکھتے ہوئے نظام مصطفیٰ کے علمبرداروں کو اپنے لئے لائحہ عمل اور رفتار عمل طے کرنی ہوگی۔ جو لوگ اس ملک سے واقعی محبت رکھتے ہیں اس کی تعمیر و ترقی سے جنہیں دلچسپی ہے اور اس ملک میں پھر کسی مراد آباد کا حادثہ دیکھنا نہیں چاہتے وہ یہ پسند نہیں کرتے کہ ان کی معاشیات پر کاری ضرب لگائی جاتی رہے اور انہیں بے دست و پا کر کے رکھ دیا جائے۔ جنہیں یہ گوارا نہیں ہے کہ ان کی ماؤں اور بہنوں کی آبرو ریزی ہو اور ان کی عزت و عصمت خاک میں ملے جو اس ملک میں تا دیر رہنے کے، شہری بن کے رہنے کے لئے تیار نہیں ہیں ان کا فرض ہے کہ خواب غفلت سے چونکیں، نیند کی ماتی ہوئی ملت کو جھنجھوڑیں اور اس کی محرومیوں اور عیش و عشرت کی تباہیوں سے متنبہ کریں ورنہ ایک وقت آئے گا کہ اس ملک کے ہر شہری کو بھگوا جھنڈے کو سلامی دینی ہوگی، ہر شخص ہندو ازم کو اپنا کلچر اور تمدن ماننے اور اسے تسلیم کرنے پر مجبور ہوگا۔ اسے گنگا دریا سے نہیں بلکہ اجودھیا کی کھڑاؤں سے عقیدت کا اظہار کرنا ہوگا اور پھر کوئی جائے شنوائی نہ ہوگی۔ اس لئے ضروری ہے کہ ملت کے درد مند حضرات اٹھ کھڑے ہوں اور ان خطرے کو انھوں نے بھانپ لیا ہے اس سے دوسروں کو چوکنا کرنے کی حتی المقدور کوشش کریں۔ نظام مصطفیٰ کی راہ میں حائل چٹان اسی وقت سرک سکتی ہے جبکہ ہم اس ذمہ داری کو ادا کر سکیں گے۔ یہ وہی حق کی خاطر ہیں اس سرزمین میں اللہ کا خلیفہ اور شہداء علی الناس بنا کر بھیجا گیا ہے۔

حق کے گواہ بنئے یہ ایک حقیقت ہے جس کا انکار مشکل ہے کہ اس ملک میں آج تک دعوت حق کی اشاعت اور اپنے نصب العین کی جدوجہد کے لئے کہ حق وقت نہیں دیا گیا یہاں صدیوں تک ایسے حکمران تخت اقتدار پر قابض رہے جنھیں اقامت دین سے زیادہ خراج اور توسیع مملکت کی فکر تھی پھر علماء کی روح اجتہاد سرد ہو جانے کی وجہ سے وہ سلطان جابر کے سامنے جرات و بیباکی کا مظاہرہ نہ کر سکے بلکہ سلطان کے اقتدار اور وہ مغلوں کی سلطنت کی بقاء و تحفظ کے لئے ہی سرگرم عمل رہے۔ چنانچہ غیر مسلم اکثریت کے سامنے آج تک اسلام کی صحیح اور مکمل تصویر نہ آ سکی نہ انہیں اسلامی نظام کا مکمل خاکہ معلوم ہو سکا اور نہ اسلامی حکومت کے فوائد و اثرات کا اندازہ ہی ہو سکے جس کی وجہ سے اسلام کے سلسلہ میں ان کے دلوں میں طرح طرح کی غلط فہمیاں شکوک و شبہات پائے جاتے ہیں ضرورت ہے کہ ان غلط فہمیوں کا پردہ چاک کیا جائے شکوک و شبہات کی دیواریں گرا دی جائیں اور یہ اسی وقت ممکن ہے جبکہ ہم اسلام کی تعلیمات کا مکمل نمونہ بنیں ہماری زندگی اسلامی نظام کا آئینہ دار ہو۔

یہ ہماری بدقسمتی ہے کہ آج تک اسلام کے نام پر ہم نے کوئی جدوجہد نہیں کی۔ ملازمتوں میں نمائندگی، اقلیتوں کے تحفظ، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے اقلیتی کردار اور اردو زبان کی بقاء و تحفظ، مسلم پرسنل لا اور دوسرے ملی مسائل کے لئے قوم نے جدوجہد کی اور غیر مسلموں کے سامنے فریق بن کر ان کا مقابلہ کیا جس کے نتیجہ میں قتل و خون، بربادی و تباہی اور فسادات کے سوا کچھ ہاتھ نہ آیا لیکن اگر ہم نے جدوجہد نہیں کی تو اسلام کے لئے۔ اگر کوئی جھنڈا نہیں اٹھایا تو اللہ اکبر کا، اگر کسی کتاب، قوانین و ضوابط کو نافذ کرنے کی کوشش نہیں کی تو قرآن مجید کو، اگر کہیں ہمارا خون نہیں بہا تو وہ اسلام کی راہ میں۔ بقیہ دوسرے تمام میدانوں میں بڑی ارزانی سے ہمارا خون بہہ رہا ہے اور ہم چند ملی مسائل کو لیکر جہاد و شہادت کا نعرہ لگا رہے ہیں۔ جمہوری دستور اور دستور کی عظمت و سربلندی کے لئے اپنا خون پسینہ ایک کر رہے ہیں، کسی حکومت کو قائم و ادنیٰ حکومت کو بچانے کے لئے تحریکیں چلا رہے ہیں لیکن اسلام کی سربلندی کے لئے، کتاب مقدس کے غلبہ کے لئے، اسلامی تعلیمات کی اشاعت و اقامت کے لئے کوئی دوڑ دھوپ نہیں کر رہے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ ہم کبھی جمشید پور اور رانچی میں مارے جاتے ہیں، کبھی جبل پور اور احمد آباد میں ہماری عصمتیں لوٹی جاتی ہیں اور کبھی علی گڑھ اور مراد آباد میں ہم بے خانماں بے گھر بنا کے چھوڑ دیے جاتے ہیں۔ وقت کی اہم ترین ضرورت یہ ہے کہ حق کے گواہ بن کر کھڑے ہوں، نظام مصطفیٰ کا نعرہ لگانے والے حضرت مصطفیٰ کی زندگی کے علمبردار بن جائیں۔ یہاں کی

علیم اکثریت کے باوجود بھی خواہ بن کر اور ان کے مسائل سے
دلچسپی لیتے ہوئے ان کو خدا کے آخری الہامی پیغام سے
متعارف کرائیں اور دنیا و آخرت کی کامیابی کا راستہ دکھائیں
تاکہ یہاں بھی امن و اخوت، پیار، محبت اور اطمینان و سکون کی زندگی
بسر کرسکیں اور دوسری دنیا میں سرخرو ہوسکیں۔ یہ سب کچھ بھی مشکل ہے
یہ دولت وہ دے گی۔

آگ کا دریا ہے۔ ذرا صحابہ کرام کی زندگیاں پڑھیے اور ایمان لانے کے جرم میں ان کے ساتھ کی گئی زیادتیوں
اور مظالم کو یاد کیجئے۔ حضور سرور عالم ﷺ اور آپ کے جانباز ساتھیوں
کے ساتھ کیا کیا سلوک نہیں کیا گیا، ظلم و ستم کی کون سی بھٹی ان
کے لئے گرم نہیں کی گئی۔ ان حالات میں ایمان لانے کا مطلب
شیروں غاب کو یہ دعوت دینا تھا کہ آؤ مجھے چیر پھاڑ کر رکھ دو۔ اس
وقت لا الٰہ کی صدا دراصل ماحول سے بغاوت کا اعلان تھا، الا اللہ کہ
کے اس چھوٹے سے جملہ میں ایٹم بم کی ہولناکی پوشیدہ تھی۔ اس
وقت ایمان لانا دراصل آگ کا دریا تھا جسے ڈوب کے جانا تھا لیکن
ہماری مصیبتیں عاشقان خدا اور رسول کے پائے استقلال میں
لغزش پیدا نہ کرسکیں۔ اور آج ہماری تعداد دنیا میں ایک ارب
کے قریب ہے۔ ۵۰ مملکتیں ہمارے قبضے میں ہیں اور اقوام متحدہ
میں ہر گروہ علامت پر ہمارے جھنڈے لہرا رہے ہیں لیکن اس کے
باوجود ہمارا کوئی وزن اور مقام نہیں۔ دن رات دنیا کے ہر گوشے
میں مسجد کے میناروں سے اذان کی آواز بلند ہوتی ہے لیکن
کسی بھی جانب کوئی ہلچل اور اضطراب محسوس نہیں ہوتا۔ ہم اسلامی
تہوار عادتاً ہی کا فرض تسلی کرتے ہیں۔ سینما اور میخانے پڑھے جاتے
محفوظ ہوتے ہیں لیکن کوئی بھی بجلی ہمارے لئے گرم نہیں ہوتی
کہ واقف کا منظر دیکھنے میں نہیں آتا۔ کیا آج دنیا سے کفر و
شرک کا خاتمہ ہوچکا ہے؟ کیا الحاد و لادینیت دم توڑ چکی ہے؟
کیا وقت کے فرعون و شداد مات کھاچکے ہیں؟ کیا ارباب من
دون اللہ اب اس سرزمین پر باقی نہیں رہے؟ کیا آج وہ تکبیری
صدا بلند نہیں ہوتی؟ یقین جانئے ایسی کوئی بات ابھی تک
نہیں ہوئی ہے۔ بلکہ جو کچھ ہے وہ یہ کہ ہم نماز میں پڑھتے ہیں
اذان بھی دیتے ہیں لیکن اسلام کے انقلابی مفہوم سے ہم خود
بھی ناآشنا ہوتے ہیں اور سننے والے بھی جس کی وجہ سے ہماری
اپنی زندگی بھی جمود و تعطل کا شکار رہتی ہے اور ہماری زندگی میں
کوئی حرکت کوئی انقلاب نمودار نہیں ہوتا اور باطل جابرہ کے کانوں
پر جوں تک نہیں رینگتی۔ ضرورت ہے کہ اسلام کے انقلابی مفہوم سے
ہم آگاہ ہوں اور وقت کی ہر کش قوتوں کے استیصال کیلئے
اٹھ کھڑے ہوں اور اس راہ کے خار مغیلاں کی پرواہ نہ کریں کیونکہ:

اے دل تمام نفع ہے سودائے عشق میں
اک جاں کا زیاں ہے سو ایسا زیاں نہیں

بہادری کا ثبوت دیجئے۔ ایک بار حضور اکرم ﷺ نے صحابہ سے دوران فرمایا ایک وقت آئے گا
کہ دنیا کی قومیں تم پر اس طرح ٹوٹ پڑیں گی جس طرح بھوکے
رکابی پر ٹوٹ پڑتے ہیں۔ صحابہ کرامؓ نے پوچھا کیا اس وقت ہماری
تعداد کم ہوگی؟ حضورؐ نے ارشاد فرمایا "نہیں بلکہ تم کثیر تعداد میں ہوگے
مگر تمہاری حالت ایسی ہوگی جیسے سیلاب کے اوپر جھاگ بھوس ہوتی
ہے۔ صحابہؓ نے سوال کیا "ایسا کیوں ہوگا؟" رسولؐ نے فرمایا کہ تم میں
"وہن" پیدا ہو جائے گا۔ سوال کیا گیا کہ اے رسول خدا وہن کیا چیز
ہے فرمایا "دنیا کی محبت اور موت کا خوف"۔

یہی دونوں چیزیں ہیں جن کی بنا پر امت مسلمہ ذلیل تر ہوتی جارہی
ہے۔ دنیا کی محبت اور موت کے خوف نے ہمیں بزدل، تھڑدلا اور کم ہمت
بنا دیا ہے۔ ہم ان میں آگے بڑھنے سے ڈرتے۔ اپنے نصب العین کے لئے قربانی
دینے اور تمام صلاحیتوں کو وقف کرنے میں کتراتے ہیں۔ حالانکہ جس
امت نے خدا سے محبت اور رسولؐ سے عشق کا دعویٰ کیا ہو جس کی
جان و مال کو جنت کے بدلے خرید لیا گیا ہو، اسے دنیا کی محبت
اور موت کا خوف اپنے نصب العین سے نہیں ہٹا سکتی۔ لیکن آج
پوری ملت جان و مال کی حرص اور ہوس سے جابجا ذلیل ہوکر در در
کی گدائی پر مجبور ہے۔ اگر اس ملک میں عزت اور وقار کی زندگی بسر
کرنی ہے تو ہمیں زندہ دلی اور بہادری کا ثبوت دینا ہے اور نازک سے
نازک ترین حالات میں "انّنی من المسلمین" کی صدا لگانی ہے
کہ اسلام کیلئے جرأت و بیباکی مطلوب ہے اور اسی سے حق اور تمام
طاقتوں سے بے نیازی کے ذریعہ ہم اپنے مقصد میں کامیاب
ہوسکتے ہیں۔ جنگ حنین میں جب دشمن آگے بڑھ رہے تھے

(باقی صفحہ ۷ پر)

حلقۂ یاراں

[یہ شمارہ آپ کو کیسا لگا ؟ اپنی رائے لکھ کر بھیجیں اور
حلقۂ یاراں میں شامل ہوں ——— ادارہ]

ایک نئی آواز

محترم المقام ایڈیٹر صاحب! السلام علیکم ورحمۃ اللہ

خدا کرے آپ بخیر ہوں

حیات نو کا تازہ شمارہ موصول ہوا۔ کتابت اور طباعت دیکھ کر مایوسی ہوئی لیکن مضامین کی ترتیب پر دل باغ باغ ہو گیا اور زبان سے فوراً واہ نکل گیا۔ عصری مدارس کی دینی بیزاری اور عربی دانش گاہوں کے جمود و تعطل کے درمیان اس جامعۃ الفلاح نے ایک نئی آواز لگائی ہے اور اس نے جدت اور قدامت دونوں کا امتزاج تیار کرنے کی کوشش کی ہے۔ فلاح کے نونہالان زندگی کے میدان میں کھرے اور مفید ثابت ہو رہے ہیں۔

بچاوری کا تامی، مرد آخر اور حدتہ ہی تو چلے بیچکے اس نے لیکن مقصدیت اور حذانگیز سے بھرپور۔ ڈاکٹر راحت علی صاحب کی غیرت دلانے والی تحریر، اخوان کا نظام تعلیم و تربیت اور جامعہ میں سوچ بچار کی دعوت دیتی ہیں۔ ابرار ناقد اور کامران کی غزلیں لائق ستائش ہیں۔ والسلام

آپ کا خالد مجید۔ کرنول۔ اے پی

مبارک آغاز

حیات نو کے تازہ شمارہ سے معلوم ہوا کہ آپ لوگ انقلابی شخصیات نمبر نکال رہے ہیں اور اسے جماعت اسلامی ہند کے پچیس سالہ اجتماع کے موقعہ پر پیش کر رہے ہیں۔ یہ خبر بڑی مسرت انگیز ہے۔ یہ تحریک اسلامی ہند کا ایک بڑا المیہ ہے کہ اس نے اپنے مخلص افراد اور بے مثال کارکنوں کی قدر نہیں کی۔ ایسی شخصیتیں جنہوں نے تحریک کے لئے اپنا سب کچھ وقف کر دیا ہے اور اپنی قربانیوں سے تحریک کو زندگی بخشی ہے ان کی زندگیوں کو نوجوانوں کے سامنے آنا چاہئے تاکہ وہ زندگی کی راہوں میں اپنے جیسے انسانوں کی زندگیوں کو مشعل راہ بنا سکیں اور خود بھی تحریک کے لئے قربانی دے سکیں۔ اللہ کا شکر ہے کہ آپ نے وقت کی ضرورت کا احساس کیا اور ایک خاص نمبر تحریک اسلامی ہند کی انقلابی شخصیات پر نکال رہے ہیں جس میں مولانا ابواللیث اصلاحیؒ، مولانا عبدالرزاق لطیفیؒ، مولانا انیس الدین احمدؒ اور یوسف صدیقیؒ کے حالات زندگی تفصیل سے بیان کئے جائیں گے۔ آپ حضرات کا یہ مبارک اقدام امید ہے کہ دوسرے پرچوں کیلئے نمونہ کا کام دیگا۔ براہ کرم ہمارے لئے بھی اس کا ایک نسخہ محفوظ رکھیں اور چھپتے ہی بذریعہ وی۔ پی روانہ کرنے کی زحمت کریں۔ والسلام

آپ کا بھائی۔ ع۔ ح۔ جیلانی۔ احمد آباد

جامعہ کے طلبہ سے مشورہ (گرامی)

محترم ایڈیٹر صاحب! سلام مسنون

برادر محترم فضل الحق صاحب سے معلوم ہوا کہ حیات نو کا آئندہ شمارہ دیکھا اور خیال گذرا کہ یہ بھی ذوق خامہ فرسائی کا آئینہ دار ہوگا۔ یہ اظہار ستائش کا کوئی پہلو نہیں مگر یہ خیال اس وقت غلط ہوگیا جب نقوش حیات کی جلوہ آرائیاں سامنے آئیں۔

ادبی نشست میں بہ سلسلۂ "بوسہ گل[illegible]" تمام

ہی مضامین پڑھ کر ہوا ہے، بات اور زیادہ باعث مسرت ہوئی کہ اس کی ترتیب، تزئین، تحریر کا بیشتر حصہ جامعہ کے فیض یافتہ طلباء کا مرہون منت ہے۔ بحیثیت مجموعی مضامین عمدہ اور فکر انگیز ہیں۔

"اشتراکیت ایک چیلنج ہے"، مضمون پیغام ہی نہیں خود احتسابی کا آئینہ بھی ہے۔ اسعد صاحب کی تحریریں بہت جاندار ہوتی ہیں۔ مجھے امید ہے حیات نو کے صفحات آئندہ بھی ان کے مضامین سے مزین ہوتے رہیں گے۔

"یادوں کے چراغ"، اشاعت دین کی راہ کا احساس دلاتی ہے اور ضرورت بھی ہے کہ ہم اپنی باتوں کو دوسروں تک پہنچائیں۔ ہم احساس کمتری کے شکار نہ ہوں۔ پیغام کی رفعت و جلیل القدری کا احساس بھی یہی ہے۔ خود ذاتی تجربہ بھی ہے کہ ظاہری شان و شوکت کو خاطر میں لائے بغیر مخاطب کے سامنے اشاعت دین کی باتیں رکھیں تو توقع سے کہیں زیادہ کامیابی حاصل ہوتی ہے۔

"اسلامی ادب"، بنیادی طور پر اعلیٰ فکری نثر ہے مگر زبان قدرے سے جدا اور خلا ہی ہے۔ آخر میں ایک بات عرض کروں۔ جامعہ میں تعلیم ہوئے طلباء کی ذہنی فکری صلاحیتوں کا اندازہ کرکے تحریری میدان میں ان سے کچھ کام لیں اور طلباء بھی جوہر پارے سامنے آتے رہیں گے جو کسی بھی درجہ میں معیاری رسالوں میں پڑھنے کو ملے۔

امید ہے بخیر ہوں گے

والسلام

محمد حنیف صدیقی

رسالہ نئی زندگی کا پیغام ہے

محترم و مکرمی جناب ایڈیٹر "حیات نو" سلام مسنون

ستمبر کا شمارہ نظر نواز ہوا۔ ناچیز دوری و صورت احوال کا بے حد شکر گزار ہوں۔ اللہ آپ کو جزائے خیر دے۔ شمارہ اشاعت کا ایک نشست میں پورا رسالہ کا سارا جائزہ لے لیا گیا۔ بہتر مطلب باقی رہے۔ مضامین کی جامعیت و افادیت بالخصوص خاص طور پر آخری کا مستحق ہے تاکمل بھی اپنے لباس سادہ مگر دلکش منتخب کیسا ہے بے جا طوالت کا شدید احساس ہوا کہ اچھے علمی و تحقیقی بنانے سے آہنگ عوام ہوا۔

آج کی دنیا میں صحافت میں ایک چمکتی شمع روشن کی ہے۔ اس کی روشنی فی الوقت گرچہ کم ہی ہے لیکن دور دراز علاقوں کا احاطہ کرے گی انشاء اللہ۔

"حیات نو" اپنے نام ہی کی طرح پر معنی ہے۔ اس کی ایک ایک سطر سے حیات نو کا پیغام چھلکا پڑتا ہے۔ اس کا ظاہری خوشنما "حیات" (جسے ضرور رخشاں ہوگا۔ آپ نے اس کے ذریعہ جو کام انجام دینے کا بیڑا اٹھایا ہے وہ کام ضرور انجام پذیر ہوگا۔ جیسا کہ اس تقریباً دو ڈیڑھ سو ادبی و دینی رسائل آتے ہیں۔ "حیات نو" ان میں بہت سی حیثیتوں سے ممتاز ہوتا ہے۔ آگے چل کر مجھے توقع ہے کہ یہ رسالہ اہل علم کی توجہ کا مرکز بنے گا اور آج کل تجارت پیشہ اور مکروہ صحافت پر ضرب کاری کا فریضہ انجام دے گا۔

شروع سے آخر تک سارے ہی مضامین علمی و تحقیقی اور افادیت عامہ سے بھرپور ہیں۔ اور دو دو صفحے ہیں۔ جامعہ ہی کے لکھنے والے ہیں۔ تاہم خصوصیت سے احسان الحق ندوی فلاحی، ثاقب انور، عبید اللہ محمد، اسعد گیلانی، اور دوسری عبارت کے مضامین بہت افادی ہیں۔ آپ کا اداریہ بھی خاصے کی چیز ہے۔ والسلام

شفیق طاہری

جامعہ میں محترم مہمانوں کی آمد متوقع

بڑی مسرت اور خوشی کے ساتھ یہ اعلان کیا جا رہا ہے کہ حیدرآباد کی ہند اجتماع کے موقع پر دنیا کے عرب اور عالم اسلام کی معروف شخصیتوں کی جامعۃ الفلاح میں آمد کی توقع ہے جن میں سرفہرست جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ کے وائس چانسلر شیخ عبداللہ کی شخصیت بھی ہے۔ خدا کرے ان مہمانوں کی آمد ہمارے لئے باعث سعادت اور خیر و برکت ہو۔

جامعہ کے لیل و نہار

ترتیب کار
طارق سلیم فلاحی

میکدے ویرانے میں بھی آگئی دم بھر چاندنی

...ر کو بعد عشاء کو جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ کے استاذ
...عبداللہ الصمد الفوزی صاحب نے جامعۃ الفلاح کو اپنی تشریف آوری
...سے سرفراز کیا۔ آپ دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ سے سلسلہ تدریس کا
...تشریف لائے تھے۔ آپ نے جامعۃ الفلاح کی دعوت پر جامعہ کو
...اپنی مہمان نوازی سے سرفراز فرمایا۔

اس موقع پر مولانا ابواللیث صاحب اصلاحی کی زیر صدارت
ایک استقبالیہ جلسہ کا اہتمام کیا گیا۔ تلاوت کلام پاک کے بعد
...کے بعد مولانا محمد طاہر مدنی نے معزز مہمان کا والہانہ خیر مقدم
...کیا اور جامعہ کا تعارف پیش کیا۔ آپ نے شیخ کا تعارف کراتے ہوئے کہا
کہ موصوف عرب ایک ادیب، شاعر، مصنف، صحافی اور مدرس
...ہی نہیں بلکہ ایک عظیم مبلغ اور زبردست دین کے داعی بھی ہیں۔
...ہے جو برسوں سے دین کی اشاعت و تبلیغ میں انتہائی جوش
...و لگن کے ساتھ مصروف ہیں۔ آپ کا ہندوستان آنے کا مقصد
...تحت بھی ہے کہ یہاں اشاعت اسلام کی جو کوششیں ہو رہی
...ہیں ان سے واقفیت حاصل کی جائے۔

آپ کے تعارف کرانے کے بعد جامعہ کے ایک طالب علم نے
...طلبہ جامعہ کی طرف سے سپاس نامہ پیش کیا۔ اس کے بعد ...
مولانا ابواللیث صاحب اصلاحی ندوی سابق امیر جماعت اسلامی ہند
نے جامعہ کی طرف سے سپاس نامہ پیش کیا۔ مولانا نے اپنے سپاس نامے
میں معزز مہمانوں کا شکریہ ادا کرتے ہوئے جامعۃ الفلاح کے
...اغراض و مقاصد اور اس کی سرگرمیوں پر روشنی ڈالی اور معزز مہمان
...کی آمد کو باعث سعادت سمجھا۔

آپ کے بعد مہمان خصوصی شیخ محترم صاحب کو دعوت دی
...گئی۔ آپ نے ایک ولولہ انگیز پرجوش اور فکر انگیز تقریر فرمائی

موصوف نے جامعہ کی بابت اپنے نیک خواہشات کا اظہار کرتے
ہوئے فرمایا کہ اس درسگاہ کی سب سے بڑی سعادت اور خوش نصیبی
یہ ہے کہ اس کی سربراہی ایک ایسی شخصیت انجام دے رہی
ہے جو برسوں تک جماعت اسلامی ہند کی قیادت اور سربراہی کر چکی
ہے۔ اور جن کی بصیرت اور حسن تدبیر کے سبھی لوگ قائل ہیں۔
موصوف نے اپنی تقریر کے دوران فرمایا: ہم علماء عرب
علماء ہندوستان کی طرح بے نیاز نہیں ہو سکتے۔ علماء عرب ہمیشہ
ہمیشہ علماء ہند کی تحقیقات، تصنیفات اور ان کے افکار و خیالات
سے استفادہ کرتے ہیں۔ ماضی قریب میں اس سرزمین ہند نے بعض
ایسی ہستیوں کو جنم دیا ہے جن کی عظمت کا اعتراف سارے
عرب علماء کرتے ہیں۔ ان میں سب سے زیادہ عظیم اور نمایاں شخصیت
مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی کی ہے جنہوں نے اپنی بے مثال
تصنیفات سے اس امت کو ہر میدان میں قرآن زندگی کی رہنمائی دی
برصغیر کی دوسری عظیم شخصیت میرے فاضل دوست مولانا ابوالحسن علی ندوی
حفظہ اللہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کی عمر دراز کرے اور آپ کے فیض سے
ملت برابر مستفید ہوتی رہے۔

شیخ نے اپنی تقریر جاری رکھتے ہوئے فرمایا: بڑے افسوس
کے ساتھ عرض کرنا پڑتا ہے کہ میں نے ہندوستان کے مختلف علاقوں
کے دوروں کے موقع پر اندازہ لگایا کہ مسلمانوں کے درمیان باہم
میل ملاپ اور اخوت و بھائی چارہ کی کیفیت مفقود ہے۔ مسلمانوں
کے درمیان مختلف قسم کا اختلاف پایا جاتا ہے۔ میں نہیں سمجھ پایا کہ
جب ہمارا خدا ایک، رسول ایک، نظام ایک، قبلہ ایک ہے تو
پھر آپس میں اختلاف کیوں؟ انتشار کیوں؟ تعصب کیوں؟
شیخ نے اپنے اختتامی کلمات میں طلبا و جامعہ کو خطاب

کرتے ہوئے فرمایا:

ملت کی نگاہیں آپ ہی کی طرف ہیں، اسلام کی اشاعت اور دین کی سربلندی آپ ہی کو کرنی ہے۔

ہمیں امید ہے کہ آپ کی ذات سے آپ کی کوششوں سے دین کا علم قائم ہوگا، اسلام کی عظمت بحال ہوگی آپ کی ذات اس ظلمت کدے کے لئے شمع فروزاں ہوگی۔ موصوف نے تقریباً نصف گھنٹے تک اپنی گفتگو جاری رکھی اور اس کے بعد اس جلسہ کی کارروائی اختتام کو پہنچی۔

اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

۲۴ مرجمادی الثانی بروز پنجشنبہ ناظم دارالمصنفین اور مدیر "معارف" مولانا سید صباح الدین عبدالرحمٰن صاحب، جامعہ کی دعوت پر بنارس تشریف لائے۔ نماز ظہر کے بعد تلاوت کلام پاک کے ذریعہ ناظم جامعہ کی صدارت میں کارروائی کا آغاز ہوا۔ سب سے پہلے صدر مجلس نے مہمان خصوصی کا تعارف کرایا اس کے بعد آپ کو اسٹیج پر آنے کی دعوت دی۔ محترم سید صاحب نے اپنی تقریر کے دوران فرمایا: اسلام عرب سے نکل کر جہاں بھی گیا وہاں کے تمدن کو وہاں کے کلچر کو اور معاشرے کے قدیم رسوم و روایات کو یکسر بدل کر رکھ دیا۔ لیکن تاریخ ہند کا ایک اہم مسئلہ جو کہ ایک معمہ ہے کہ ہندوستان میں مسلمانوں کی حکومت تقریباً ساڑھے چھ سو سال تک تھی (۱۲۰۶ء - ۱۸۵۷ء) لیکن اس کے باوجود بھی یہاں کی قدیم روایات کو، یہاں کے عقائد اور خیالات کو اور یہاں کی رہنے والی اقوام کی تشخص اور انفرادی کلچر کو تبدیل کر کے اپنے اندر ضم نہ کر سکی آخر اس کی کیا وجہ ہے؟

اس کے ساتھ ہی یہ بھی ایک مسلّم حقیقت ہے کہ ہندوستان میں مسلمانوں سے پہلے جتنی بھی قومیں آئیں انکو ہندو دھرم نے اپنے اندر جذب کر لیا اور اس طرح ان کا وجود ہمیشہ کیلئے مٹا دیا لیکن اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جسے ہندو دھرم اپنے اندر جذب نہ کر سکا۔ آخر کیوں؟ — اس سوال کا جواب دیتے ہوئے آپ نے فرمایا: اسلام سرزمین ہند میں اپنے پورے نظام اجتماعی کے ساتھ نافذ نہ ہو سکا اس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ یہاں کے علماء صوفیاء اور سلاطین کے درمیان یکسانیت اور ہم آہنگی نہ تھی برخلاف جب عرب کے ملکوں میں انقلاب آیا، اسلام پہونچا اس نے وہاں کے تمدن و تہذیب کو تہ و بالا کر کے رکھ دیا کیونکہ سلاطین اگر ایک طرف جہاد کے سرشار رکھتے تو دوسری طرف علوم و فنون کے بھی ماہر تھے۔ انہوں نے اپنے باطن کی پاکیزگی، روحانیت کی بلندی اور اخلاق کی عظمت سے پورے ملک کے تمدن اور معاشرت کو بدل کر رکھ دیا۔

مولانا محترم نے خاص طور پر طلبائے جامعہ سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

مادر وطن کا ہر گوشہ فتنہ و فساد کا گہوارہ بنتا جا رہا ہے، ہر چہار طرف دہشت اور دنگا کی ظلم و بربریت اور درندگی پھیلی ہوئی ہے سفاکی کا دور دورہ ہے۔ عصری کالجوں اور یونیورسٹیوں کے طلبہ سے اس تاریک دور میں کسی خیر کی امید نہیں کی جا سکتی۔ اس بگڑے ہوئے سماج کو سدھارنے کی ذمہ داری آپ کے کاندھوں پر ہے۔ آپ سے ہم بجا طور پر توقع رکھتے ہیں کہ آپ اس بھٹکی ہوئی انسانیت کو ظلم و تشدد اور درندگی اور بربریت کے شکنجے سے نجات دلائیں گے۔

ایک بجے یہ تقریر تقریباً سوا گھنٹے تک جاری رہی۔ جو کافی متاثر کن تھی۔ اس بزم میں طلباء جامعہ نے بڑے انہماک اور دلچسپی کے ساتھ آپکی پوری تقریر سماعت فرمائی۔ پھر مولانا نے بھی خوش کیا اور آخر میں آپنے علامہ اقبال کے پیغام کو اپنے مخصوص انداز میں طلباء کے سامنے پیش کیا۔ اور طلبہ کو اس کا مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

اے طائر لاہوتی اس رزق سے موت اچھی
جس رزق سے آتی ہو پرواز میں کوتاہی
آئین جواں مرداں حق گوئی و بیباکی
اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

آخر میں صدر مجلس نے اپنے اختتامی کلمات میں مہمان خصوصی کا شکریہ ادا کرتے ہوئے آپ سے درخواست کی کہ ان شاء اللہ آئندہ بھی آپ اس طرح طلبہ کو اپنی قیمتی تقریر سے مستفید کرتے رہیں گے اس کے بعد اس علمی مجلس کی برخاستگی کا اعلان کر دیا گیا۔

قدرت کا عالم اسلام کو نادر تحفہ

سعودی عرب سے مولانا ... غازی عزیز نے لکھا

• گزشتہ ہفتہ ایک عربی اخبار "الیوم" میں ایک عجیب تعلیمی خبر شائع ہوئی ہے جس میں سید بلال افغانی کا فوٹو اور انٹرویو شائع ہوا ہے۔ اخبارات و رسائل کے علاوہ ریڈیو و ٹیلیویژن پر بھی اس کے انٹرویو نشر کئے گئے ہیں۔ سید بلال افغانستان کا نو عمر باشندہ ہے اور ... University of Petroleum (جامعۃ البترول والمعادن الظہران) Saudi Arabia ... Dhahran میں تعلیم حاصل کر رہا ہے۔ اتنا عجیب ... جتنا اس کی خداداد صلاحیت کا ... ہے۔ یہ ... پیدا ہوا تھا اور پانچ سال ہونے پر K-G میں داخل ہوا جب اس نے ... کی مشہور اور مشکل ترین equation ... حل ... کیا ... آٹھ سال کی عمر میں اس نے ... تمام کتب کا مطالعہ کیا اور ... افغانستان کی کسی یونیورسٹی ... نے داخلہ دینے سے انکار کر دیا کہ عمر بہت کم تھی چنانچہ ... (۵۰) میں ... امتحان ... کے داخلہ کے ... میں شریک ... اس نے ... Nuclear Physics کی تعلیم ... اور ... حکومت کی ... امریکہ ... مصر ... Madeleine ... مستقبل میں ... کا ... لیکن وہ ... علمی اعتراضات ... زبان ... عربی زبان پر عبور حاصل کر چکا تھا چنانچہ وہ کسی طرح سے وہاں سے فرار ہوا ہے ... سعودی عرب ... آیا ہے یہاں کی حکومت نے اس کے لئے ... اور ... تعلیم کا خصوصی انتظام کیا ہے۔ اس طالب علم کو یہاں پر ... ہے

کہ جامعۃ البترول ... اور قابل ترین اساتذہ جو اکثر امریکی برطانوی ... ہیں ... کے درمیان ... کو رکھا ہے ... اس کا دعوی ہے کہ اگر ... تو وہ ... ایک ... خود ایٹم بم بنا سکتا ہے ... ہے ... اس کے ... اگر اس کے ... کا ایک ذرہ بھی ... مل جائے تو ہم دنیا کے ... ترین ... شمار ہونے لگیں گے۔ اس کے والد ... Problems ... ان کا صحیح ... کرتا ہے — واقعی خدا نے عالم اسلام کو ایک ... تحفہ دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی عمر دراز کرے صحیح العقل رکھے اور اپنے حفظ و امان میں رکھے اور عالم اسلام کی زیادہ سے زیادہ خدمت کرنے کی توفیق بخشے — آمین ثم آمین۔

ایک حادثہ

ادارہ یہ خبر بڑے رنج و غم کے ساتھ بیان کر رہا ہے کہ ... جامعہ کے ایک طالب علم رضوان احمد ... کا انتقال ہو گیا۔ مرحوم عرصے سے یرقان کے شکار تھے۔ کافی علاج ہوا لیکن کامیابی نہ ہو سکی اور آخر کار ... ہسپتال میں بے ہوشی کی حالت میں ان کی روح پرواز کر گئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم ... کے رہنے والے تھے۔ اطلاع ہونے پر جامعہ کے تمام طلباء ... میں شرکت کے لئے ایک قافلہ کی شکل میں ... ہوئے اور مرحوم کے متعلقین کو تعزیت کی۔ طلباء ... کے ساتھ ساتھ ادارہ بھی اس غم میں برابر کا شریک ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے متعلقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور مرحوم کو اپنے رحمت کے سایہ میں جگہ دے۔

(آمین)

(ادارہ)